بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

اردو ۔ گجراتی

نومبر 2020ء ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ

بانٹوا میمن جماعت

قیام: 2 جون 1950

મેમણ

સમાજ

ગુજરાતી - ઉર્દૂ માસિક

MEMON SAMAJ

Urdu Gujrati Monthly

November 2020, Rabi-us-Saani 1442 Hijri

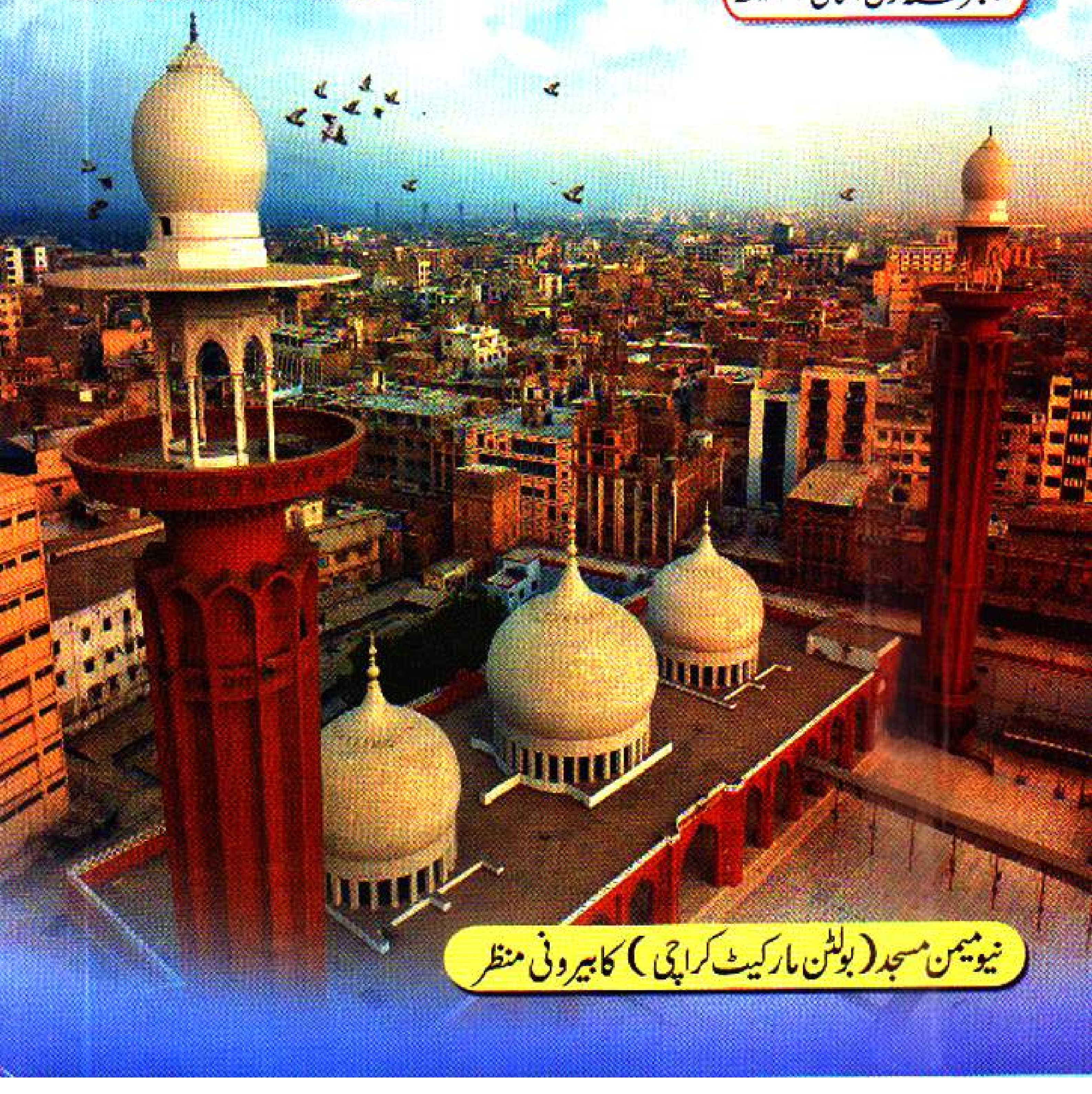

نیو میمن مسجد (بولٹن مارکیٹ کراچی) کا بیرونی منظر

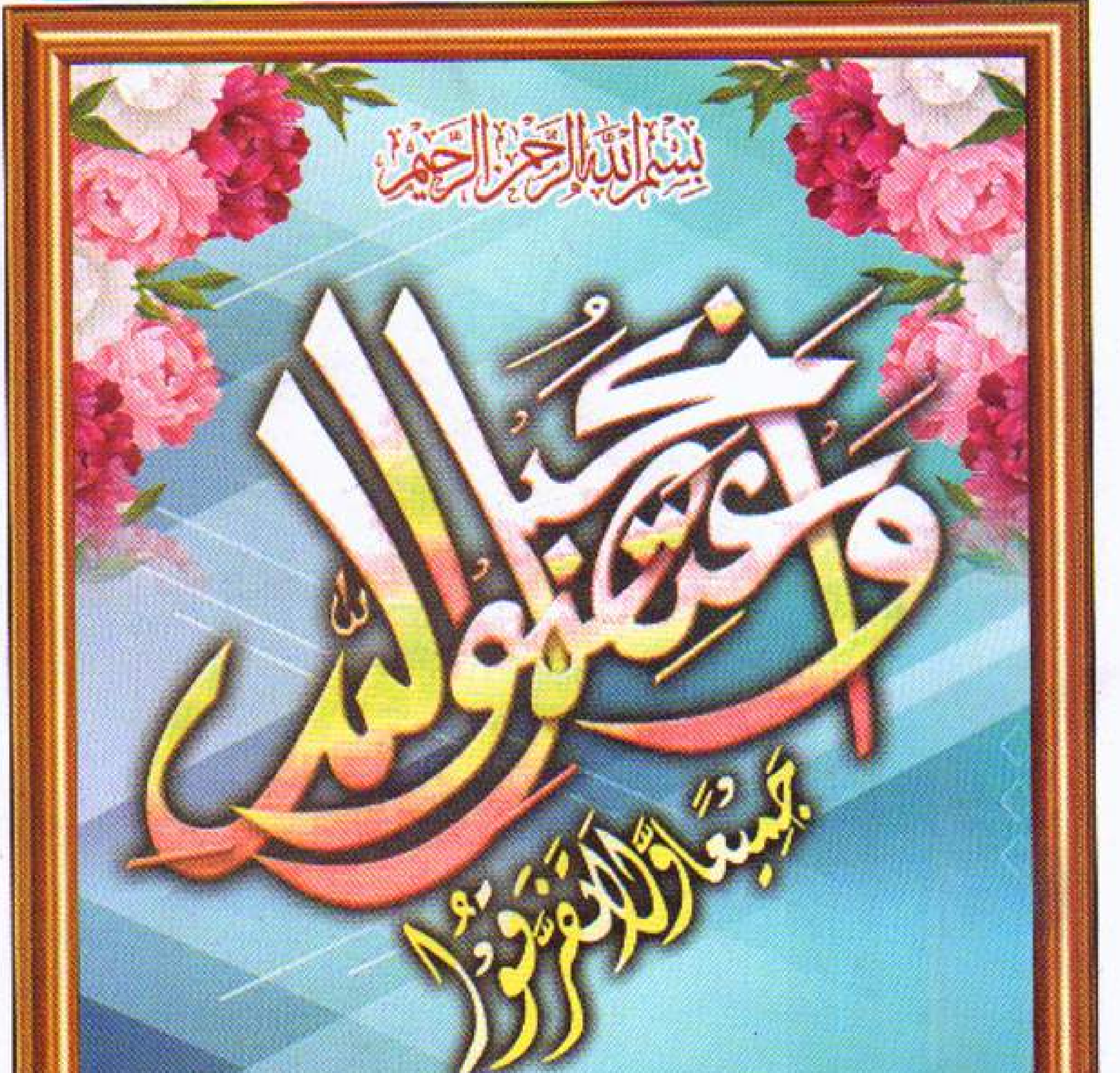
بسم الله الرحمن الرحيم
واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا
اور سب (مل کر) مضبوطی سے اللہ (کے دین) کی رسی کو
پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا
(سورۃ آل عمران ۔ آیت ۱۰۳)

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

کراچی

اردو۔ گجراتی

માસિક
મેમણ
સમાજ
ઉર્દુ-ગુજરાતી

Monthly
Memon
Samaj
Urdu-Gujrati

مدیر اعزازی: انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

پبلشر: عبدالجبار علی محمد بدو

نومبر 2020ء

ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ

شمارہ: 11

جلد: 65

فی شمارہ: 50 روپے

- ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ): 500 روپے
- پیٹرن (سرپرست) 10,000 روپے
- لائف ممبر: 4000 روپے

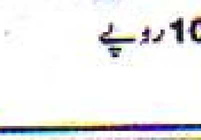

021-32768214
021-32728397

Website : www.bmjr.net
E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

زیر نگرانی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ، ملحقہ حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد ریلوے اسٹیشن، کراچی۔

Regd. No. SS-43

Printed at : City Press Ph: 32438437

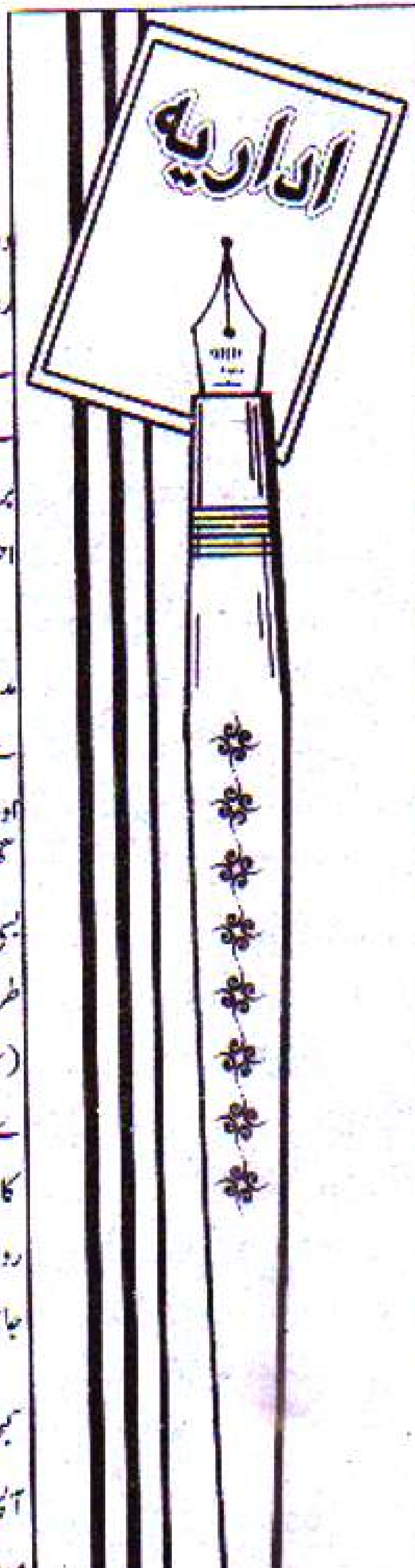

باہمی تعاون کی ضرورت

ایک دوسرے سے خلوص دل سے ملنا، ایک دوسرے کا احترام کرنا، ایک دوسرے کی بات سننا اور ایک دوسرے کو عزت سے نوازنا با نٹوا میمن اور میمن برادری کی روایت بھی رہی ہے اور یہ آج کے دور کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ میمن برادری میں ہمیشہ سے یہ رواج رہا ہے کہ اس کا ہر فرد دوسروں کے لیے جینا چاہتا ہے۔ ان سے محبت کرنا چاہتا ہے اور دوسروں کی رائے کو اہمیت دیتا ہے۔ میمن برادری ایک ایسی پیاری اور امن پسند برادری ہے جس میں محبت والفت کی خوشبوئیں پھوٹتی ہیں۔ اس نے ایک طرف انسانیت کا احترام کیا تو دوسری طرف اپنے دلوں کے دروازے عوام الناس کے لیے کھلے رکھے۔

اپنی محنت سے کمائی ہوئی دولت سے دوسروں کی ضرورتیں پوری کیں۔ ان کی مدد (سپورٹ) کی۔ ان کے ساتھ ہمدردی کی۔ میمن برادری صنعت وتجارت کے حوالے سے بھی نمایاں مقام کی حامل رہی ہے۔ اس نے بزنس کیا۔ سوداگری کے پیشے کو اختیار کیا اور دل سے اپنایا اور اپنی حلال کی اور محنت کی کمائی سے دوسروں کی مدد کی۔ اپنی برادری کی گھٹی میں بزنس اور کاروبار بھی پڑا ہوا ہے اور انسان سے محبت بھی اس کی نس نس میں رچی بسی ہے۔ اسی لیے تمام معاشی اور اقتصادی میدانوں میں اپنی با نٹوا میمن برادری بھرپور طریقے سے نمایاں طور پر نظر آرہی ہے۔ اپنی برادری نے ہر موقع پر اپنے لوگوں کی مدد (سپورٹ) کی ہے چاہے وہ اپنے وطن میں ہو، اپنے آبائی علاقے میں ہو یا اپنے دیس سے دور کسی پردیس میں ہو۔ میمن برادری جہاں رہتی ہے وہاں لوگوں (عوام الناس) کے کام آتی ہے اور اس طرح اپنے بزرگوں، اپنے اسلاف اور اپنے باپ دادا کی زریں روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ جس پر اسے ہر جگہ ہی محبت اور احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

آپس میں محبت اور خلوص میمن برادری کا شیوہ ہے اور وہ اپنے اس طریقے سے کبھی نہیں ہٹتی چاہے کتنی ہی مشکلات پیش آئیں، یہ ہمیشہ دوسروں سے پیار کرتی ہے اور آپسی رشتہ وتعلق آپس احترام کی بنیاد پر قائم رکھتی ہے۔ بعض اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ مواقع پر ہم میں نہ باہمی اتفاق نظر آتا ہے، نہ آپسی تعاون۔ نہ ایک دوسرے کا اور ایک دوسرے کی رائے کا احترام نظر آتا ہے اور نہ ہی محبت وپیار کی خوشبو دکھائی دیتی ہے۔ آپس

کے اتحاد کا نہ ہونا، ایک دوسرے سے اتفاق کرنے کے بجائے ایک دوسرے پر شک اور شبہ کا اظہار کرنا۔ یہ کسی بھی طرح میمن برادری کا شیوہ نہیں ہے۔ اگر ہم میں آپس میں یونیٹی نہیں رہے گی تو ہمارا اتحاد تو بکھر کر رہ جائے گا۔ یہ ایک تشویش ناک امر ہے۔ گروپوں اور ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے لوگ اجتماعیت اور اتحاد کے ثمرات سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں حالانکہ میمن برادری نے اور اس کے بزرگوں نے اب تک جدوجہد کی ہے اس کے نتیجے میں ہمیں بڑے فوائد حاصل ہونے چاہیے تھے مگر ہم آج بھی ان فائدوں سے محروم ہیں۔

کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ ہم اپنے معاملات، اپنے اموراور اپنے طور وطریقوں میں ابھی تک غیر ذمہ داری پن کا مظاہرہ کرتے چلے آرہے ہیں جس کے نتیجے میں ہم ٹولیوں کی صورت میں بکھرے ہوئے ہیں۔ نہ ہم برادری کی صورت میں انفرادی طور پر ایک دوسرے سے رابطے میں ہیں اور نہ ہی انجمنوں، تنظیموں اور جماعتوں کے پلیٹ فارمز کے تحت اجتماعیت سے بہرہ مند ہورہے ہیں۔ اس سے ایک جانب ہماری ساکھ متاثر ہورہی ہے تو دوسری جانب ہمارے وسائل ضائع ہورہے ہیں۔ یہ دوطرفہ نقصان ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ ہمیں فوری طور پر متحد و منظم ہوکر ایک میمن قوم کی صورت میں خود کو توانا اور مستحکم بنانا ہوگا تاکہ ہم صحیح معنوں میں ایک عمدہ قوم کی صورت میں خود کو دنیا کے سامنے پیش کرسکیں اور اتحاد و اتفاق کی برکات سے مستفید ہوسکیں۔ میمن برادری ایک ایسی برادری ہے جس کو صنعت وتجارت والی برادری بھی کہا جاتا ہے۔ اس محب وطن اور مذہبی برادری نے ہمیشہ اور ہر موقع پر اپنے وطن اور اسلام سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے، مگر اب کچھ عرصے سے برادری میں ایکتا اور یگانگت نظر نہیں آرہی جو اپنی برادری کی خصوصیت تھی اور جس پر لوگ فخر کرتے تھے۔

ہم میں سے احترام اور ادب ختم ہوچکا ہے۔ نہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے خیالات کا احترام کرتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کے ساتھ ہمدردی کا رویہ رکھتے ہیں۔ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی عادت بہت تکلیف دہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی جماعتوں، اداروں، تنظیموں اور انجمنوں کے ساتھ رابطے میں رہیں، اپنے موجودہ رہنماؤں کی بات مانیں، سماجی قوانین پر سختی سے عمل کریں، یہ ہمارے ہی فائدے کے لئے تو بنائے گئے ہیں۔ اگر ہم سب آپس میں مل جل کر رہیں، ایک دوسرے کو ایک ساتھ تعاون کریں، ایک دوسرے کا احترام کریں، اپنے رہنماؤں کے مشوروں کو اہمیت دیں بلکہ ان پر عمل کریں، اپنے درمیان اتفاق رائے پیدا کریں، باہمی محبت و یگانگت کی فضا پیدا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم وہ مقام اور حیثیت حاصل نہ کرسکیں جس کا خواب ہمارے اکابرین اور بزرگوں نے دیکھا تھا۔

عصر حاضر میں اتحاد اور ایکتا کی بے حد و اشد ضرورت ہے۔ میں اپنی برادری کے معزز بھائیوں سے اپیل کروں گا کہ وہ آپسی اتحاد اور بھائی چارے سے تمام مسائل کو حل کریں۔ ویسے بھی ہمارا مذہب آپس کے اتحاد اور بھائی چارے پر زور دیتا ہے۔ ہمیں اس کی تعلیم سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے موقع پر دی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ کے نبی کریم ﷺ نے مہاجرین وانصار کے درمیان رشتہ مواخات قائم کرکے دنیا کو ایک غیر معمولی جذبے سے متعارف کرایا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے اندر اتفاق رائے پیدا کریں اور اجتماعیت کی نعمت سے مستفید ہوں۔

نیک خواہشات اور پرخلوص دعاؤں کا طالب

ادنیٰ خادم

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

مشعلِ راہ

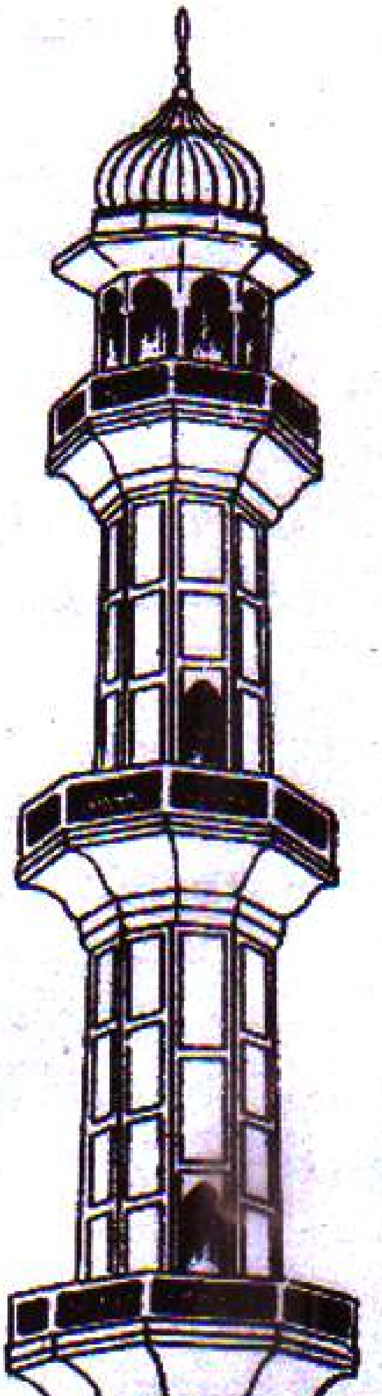

اتحاد و یکجہتی کی اہمیت

تحریر : احمد بتاسی (مرحوم)

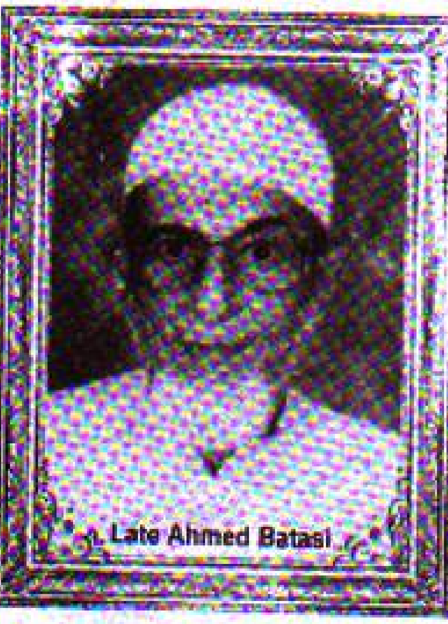
Late Ahmed Batasi

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس نے یکجہتی، اتفاق، اتحاد، حسن اخلاق، حسن معاملہ، رواداری، پیار، محبت، صبر و تحمل اور بردباری پر جس قدر زور دیا ہے شاید ہی کسی مذہب میں ایسا ہو۔ اگر انسانی معاشرے میں اتحاد، اتفاق اور باہمی رواداری کی ہوائیں چلتی رہیں تو وہ انسانی معاشرہ امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے گا اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ اس کے بغیر انسانی زندگی کا تصور محال ہے۔ سیدالمرسلین نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جو تاریخ ساز خطبہ اپنے آخری حج کے موقع پر دیا تھا۔ اس میں بنی نوع انسان کی پرامن زندگی کے لیے بہترین منشور موجود ہے۔ اسی خطبے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے انسانو تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لیے حرام کردی گئی ہیں۔'' دیکھنا کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔'' پھر فرمایا: ''ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔''

حضور اکرم ﷺ کے ارشادات سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کی کس قدر عزت کرنی چاہیے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا کتنا احترام کرنا چاہیے، ایک مسلمان کی عزت، جان اور مال کا کس قدر اونچا و اعلیٰ مقام ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث پاک ہے جس کا ترجمہ ہے: ''کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔'' ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا: ''جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' حدیث شریف کی روشنی میں ایک اچھا مسلمان بننے کے لیے ہمارے لیے یہ بات بہت ضروری ہے کہ ہم ہر مسلمان کے لیے کلمہ خیر کہیں، اس کو آرام پہنچائیں، اسے تکلیف نہ دیں، اس کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کریں۔

جب ہم اپنے بڑوں کا ادب کریں گے، تو کل جب ہم خود بڑھاپے میں قدم رکھیں

گے تو ہمارے چھوٹے بھی ہمارا ادب کریں گے اور ایسا اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ جب ہم اپنے سے کم عمر والوں پر شفقت کریں، ان کا خیال رکھیں، ان کی ترقی کو اپنے معاشرے کی ہی ترقی سمجھیں اور ان کے نقصان کو اپنا نقصان گردانیں، مسلمانوں کی بھلائی کو جب ہم اپنے اوپر لازم کرلیں گے تو خیرخواہی کا جذبہ ہر دل میں جاگ اٹھے گا۔ فرقے مٹ جائیں گے، ایک دوسرے کے ساتھ دست بہ گریباں ہونے سے ہمیں نجات مل جائے گی، ایک دوسرے کی حق تلفی نہیں ہوسکے گی۔

اس بھائی چارے کے ماحول کو تقویت دینے کے لیے اللہ کریم نے قرآن کریم کی سورۃ الحجرات میں ارشاد فرمایا: ''مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔'' سورۃ آل عمران میں ارشاد ہے ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے، تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔''

غور فرمایئے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں گے، فرقہ بندی کو چھوڑ دیں گے۔ مستقل مزاجی اور مضبوط ارادے سے ذہن و دل کی تمام قوتوں کو یکجا کرکے اس کی رسی کو پکڑ لیں گے تو یقیناً ہم انسانیت کے بلند مراتب اور ارفع مقاصد حاصل کرلیں گے۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے، جب جسم کے کسی ایک حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم (تکلیف اور کرب کی وجہ سے) بخار میں مبتلا ہو کر اس کا ساتھ دیتا ہے۔'' اس حدیث کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ صرف پاکستان کے ہی نہیں پوری دنیا کے مسلمان امت واحد ہیں، ایک جسم ہیں، ایک جان ہیں۔

اگر مغرب میں کوئی مسلمان تکلیف میں مبتلا ہے تو مشرق میں رہنے والا مسلمان اس کی تکلیف سے صرف نظر نہیں کرسکتا۔ اگر شمال میں رہائش پذیر مسلم معاشرہ بے چینیوں، بے قراریوں اور پریشانیوں کا شکار ہے اور ان تکالیف کے سبب کرب و آلام کی شدت سے آہ وزاری کررہا ہے تو جنوب میں بسنے والے مسلمان بھی ان مسلمانوں کا دکھ درد اپنے سینوں میں کما حقہ محسوس کریں گے یہ ہی ایک سچا مسلم ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت انسؓ، نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا۔ جب تک وہ اپنے مومن بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' دیکھئے اس حدیث مبارک میں ہمارے لیے کتنا کامل اور اکمل سبق ہے کہ جس پر عمل پیرا ہو کر ہم عالم اسلام کے ہر ملک کو بالعموم اور اپنے ملک پاکستان کو بالخصوص جنت نظیر بنا سکتے ہیں، مگر ہم نے قرآن و حدیث کے یہ نورانی ارشادات یکسر بھلا دیے ہیں، جس کی وجہ سے ہم باہمی نااتفاقی اور شدید مشکلات کا شکار ہیں۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ ہم بہ حیثیت مسلمان اپنے دوسرے بھائی کے حقوق کا خیال تو نہیں رکھتے مگر چاہتے یہ ہیں کہ دوسرے ہمارے حقوق کا خیال رکھیں، یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ اس گئے گزرے دور میں اگر آج بھی ہم فخر موجودات، رحمت کائنات نبی کریم ﷺ کے آخری خطبے پر اگر عمل کرلیں تو امن و آشتی کا ممبع ہمارے قدم چومنے لگے گا۔ قرآن کریم میں تو ہر دکھ کی دوا ہے ہر درد کا علاج ہے، ہر غم کے لیے مسرت موجود ہے، ہر بگڑے ہوئے معاشرے کے لیے امن کا پیغام ہے مگر قرآن کریم کے احکام پر صدق دل سے عمل کی ضرورت ہے۔ آج بھی اگر عمل کی ابتدا کردیں تو یقیناً نااتفاقی کے الاؤ، جھگڑوں کی چنگاریاں، بدامنی کے شعلے، یخ بستہ فضاؤں میں بدل دیے جائیں گے۔ بقول شاعر

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

محترمہ وحیدہ نسیم (مرحومہ)
سابقہ پرنسپل سرسید گرلز گورنمنٹ کالج

ازل ہے نور جمال تیرا، ابد ہے رنگ جلال تیرا
ہر ایک دل میں خیال تیرا، یہ سارا عالم کمال تیرا

کہاں نہیں ہے ظہور تیرا، دکھائے جلوہ نہ طور تیرا
ہے چشم بینا میں نور تیرا، ہر ایک دل میں سرور تیرا

کرم ہے تیرا کریم ہے تو بصیر ہے تو علیم ہے تو
خبیر ہے تو حلیم ہے تو، نعیم ہے تو رحیم ہے تو

کہیں نہ پایا نشان تیرا، مکان ہے لامکان تیرا
کرے زباں کیا بیان تیرا، زمین تیرا آسمان تیرا

جہاں میں ہے تیری حکمرانی، نہ تیرا ہمسر نہ تیرا ثانی
ہے ساری مخلوق آنی جانی تو ہی باقی جہاں ہے فانی

خوشبوؤں میں پیام تیرا، رگ گلو میں کلام تیرا
لبوں کی زینت ہے نام تیرا ہے ذکر ہر صبح و شام تیرا

سب حمد و ثناء ہے تیرے لئے، سب حمد و ثناء ہے تیرے لئے
رب کریم سب کا تو ہی کارساز ہے تیری نسیم کو تیری رحمت پر ناز ہے

محترمہ وحیدہ نسیم (مرحومہ)
سابقہ پرنسپل سرسید گرلز گورنمنٹ کالج

سارے جہاں پہ چھائی تیری ضیا محمد ﷺ
بن کر اذان گونجی تیری صدا محمد ﷺ

جب ذات کبریائے بھیجے درود تم پہ
کہنے لگے ملائک صل علیٰ محمد ﷺ

پرنور تیری صورت قرآن تیری سیرت
اے رحمت دو عالم خیر الوریٰ محمد ﷺ

خود چشم سنگ اسود دیتی ہے یہ گواہی
گر کر بتوں نے تیرا کلمہ پڑھا محمد ﷺ

بطحا کی وادیوں میں فاراں کی چوٹیوں سے
پھر راستہ دکھا دے نور الہدیٰ محمد ﷺ

اب رحم کر خدایا امت کے عاصیوں پر
پستی میں ہم پڑے ہیں صدر العلیٰ محمد ﷺ

پھیلا کے اپنا دامن در پہ تیرے کھڑی ہوں
بخشش کا ہے سہارا تیری رضا محمد ﷺ

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام ابو حامد محمد ابن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اے اللہ مجھے

استقامت دے

اسے قبول کرنے کی جسے بدل نہ سکوں

ہمت دے

اسے بدلنے کی جو میرے بس میں ہو

عقل سلیم دے

ان میں امتیاز کر سکوں

تحقیق اور معلومات افزا تحریر

شہر قائد کی بے مثال مسجد۔ جس کی زمین تاریخی اہمیت کی حامل ہے

نیو میمن مسجد (بولٹن مارکیٹ کراچی)

تاریخ، رقبہ اور تعمیر

Khatri Ismat Ali Patel

تحقیق و تحریر : کھتری عصمت علی پٹیل

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

علامہ اقبال نے برسوں پہلے کہہ دیا تھا کہ مسجدیں بنانا بہت آسان ہے، یہ تو دل والے ایک رات میں بھی بنا دیتے ہیں مگر اصل مسئلہ دل کا ہے، اگر اس میں گناہ ہوگا تو برسوں بھی کوشش کی جائے تو دل نمازی نہیں بن سکتا۔ یہاں ایمان کی طرف لطیف اشارہ دیا گیا ہے کہ اگر انسان کا دل پاک وصاف ہو اور ایمان سے لبریز ہو تو کیا کہنے! گویا محض اینٹ، پتھر اور گارے کی مسجدیں بنانے سے لوگوں کے ایمان کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

شہر کراچی قیام پاکستان کے وقت ملک کا پہلا دارالحکومت قرار پایا تھا اور اس حوالے سے دیکھا جائے تو اس زمانے میں ویسے تو کراچی میں بہت مسجدیں تھیں مگر بڑی اور کشادہ مساجد چند ایک تھیں جو جامع مسجد کی تعریف پر پوری اتر سکتی تھیں۔ جو دارالحکومت کی مرکزی مسجد کے شایان شان ہوتی تھیں اور جس میں بڑی تعداد میں لوگ نماز پڑھتے تھے۔ کیونکہ اس زمانے میں مہاجرین کی آمد کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ نماز پڑھنے والے زیادہ تھے اور مسجدیں کم تھیں اور جو تھیں وہ بھی چھوٹی تھیں۔

مسجد کی ضرورت : چنانچہ اس علاقے میں ایک ایسی بڑی مسجد کی تعمیر کی فوری ضرورت محسوس کی گئی جو اس کمی کو پورا کر سکے اور حسب روایت دین اور مذہب سے زبردست لگاؤ رکھنے والی میمن برادری نے ہی یہ بیڑا اٹھایا کہ وہ اس نئی مسجد کی تعمیر کرے گی مگر اس کے لیے زمین کی ضرورت تھی اور وہ بھی ایک ایسے مقام پر جہاں سب لوگ آسانی سے نماز ادا کرنے جا سکیں ورنہ اس زمانے میں کراچی میں زمین تو کافی تھی مگر "نیو میمن مسجد" کے شایان شان جگہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ پھر میمن برادری کی نگاہ انتخاب کھارادر اور میٹھادر کے علاقوں میں واقع ایک قدیم قبرستان پر پڑی۔ اس میں سینکڑوں قبریں تھیں اور ان کے اطراف خاردار تاروں کی باڑیں لگا دی گئی تھیں۔ اس جگہ کو صاف کر کے یہاں مسجد تعمیر کرنا ممکن تھا مگر مسئلہ ان بے شمار قبروں کا تھا جو وہاں پاکستان کے قیام سے پہلے سے موجود تھیں۔

سب سے بڑی بولی : اس مقام پر مسجد تعمیر کرنے کی خواہش تو سبھی مسلمانوں کی تھی چنانچہ ایک مسلک کی جانب سے ڈھائی لاکھ کی بولی دی گئی۔ میمن برادری کو "نیو میمن مسجد" تعمیر کرنے کی اجازت گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین نے دی تھی۔ اس کے لیے نقد رقم جمع کرنا کوئی آسان کام نہ

تھا مگر میمن برادری نے اس کا پہلے سے انتظام کر لیا تھا۔ مسجد کے اطراف تعمیر کی گئی دکانوں کی ایڈوانس پگڑی وصول کر کے متعلقہ محکمہ حکومت سندھ میں گیارہ لاکھ روپے کی رقم نہایت آسانی سے جمع کرا دی گئی۔ یہاں ایک بات اور بھی واضح کر دی جائے تو اچھا ہے۔ وہ یہ کہ نیو میمن مسجد کی تعمیر لوٹ مار، سود یا اسمگلنگ یا بلیک مارکیٹنگ کے پیسے سے نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ رقم ان لوگوں نے دی تھی۔ جو اس زمانے میں میمن شاہ سوداگر تھے اور انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے اور اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی جدوجہد کر رہے تھے۔

خصوصی معاونین: اس مسجد کی تعمیر میں جن میمن حضرات نے خصوصی دلچسپی لی، ان میں درج ذیل حضرات شامل تھے: سیٹھ عبداللطیف ہارون، بیرسٹر حاجی احمد اسمٰعیل، حبیب احمد یونین بسکٹ والے، حاجی اسمٰعیل رشید ٹیکسٹائل والے اور کولمبو سے آنے والے STR صالح محمد۔ مسجد کی تعمیر سے پہلے ہی یہ قانون بنا لیا گیا تھا کہ اس مسجد کے ٹرسٹی ہمیشہ میمن ہی ہوں گے۔ مسجد کے نام کے ساتھ ”نیو“ کا لفظ اس لیے لگایا گیا کیونکہ کراچی میں اس وقت متعدد مساجد پہلے سے موجود تھیں جن کے ساتھ ”میمن“ لگا ہوا تھا۔

لیبر کا آغاز: آخرکار نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ (کراچی) کی تعمیر کا آغاز ہوا مگر جس زمین پر یہ مسجد بننے جا رہی تھی، وہاں پہلے سے قبرستان موجود تھا اس لیے ظاہری قبروں کو چھوڑ کر اطراف میں کھدائی کی گئی تو وہاں سے بھی انسانی ہڈیاں، کھوپڑیاں اور دیگر جسمانی اعضاء ملنے لگے جس پر ایک نئی بحث کا آغاز ہو گیا اور لوگ اس مسئلے پر الجھ گئے کہ قبرستان کے اوپر مسجد بن سکتی ہے یا نہیں۔ اس موقع پر کئی سمجھدار علمائے کرام آگے آئے اور انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ اگر کسی قبرستان میں مکان بنا ہوا ہے تو اس کی چھت پر نماز پڑھی جا سکتی ہے اس لیے بہتر صورت یہ ہے کہ اس قبرستان کی قبروں کو صاف کرنے کے بجائے اس کے اوپر ایک ٹھوس اور مستحکم چھت تعمیر کر دی جائے اور اس چھت کے اوپر مسجد تعمیر کر لی جائے۔ اس طرح

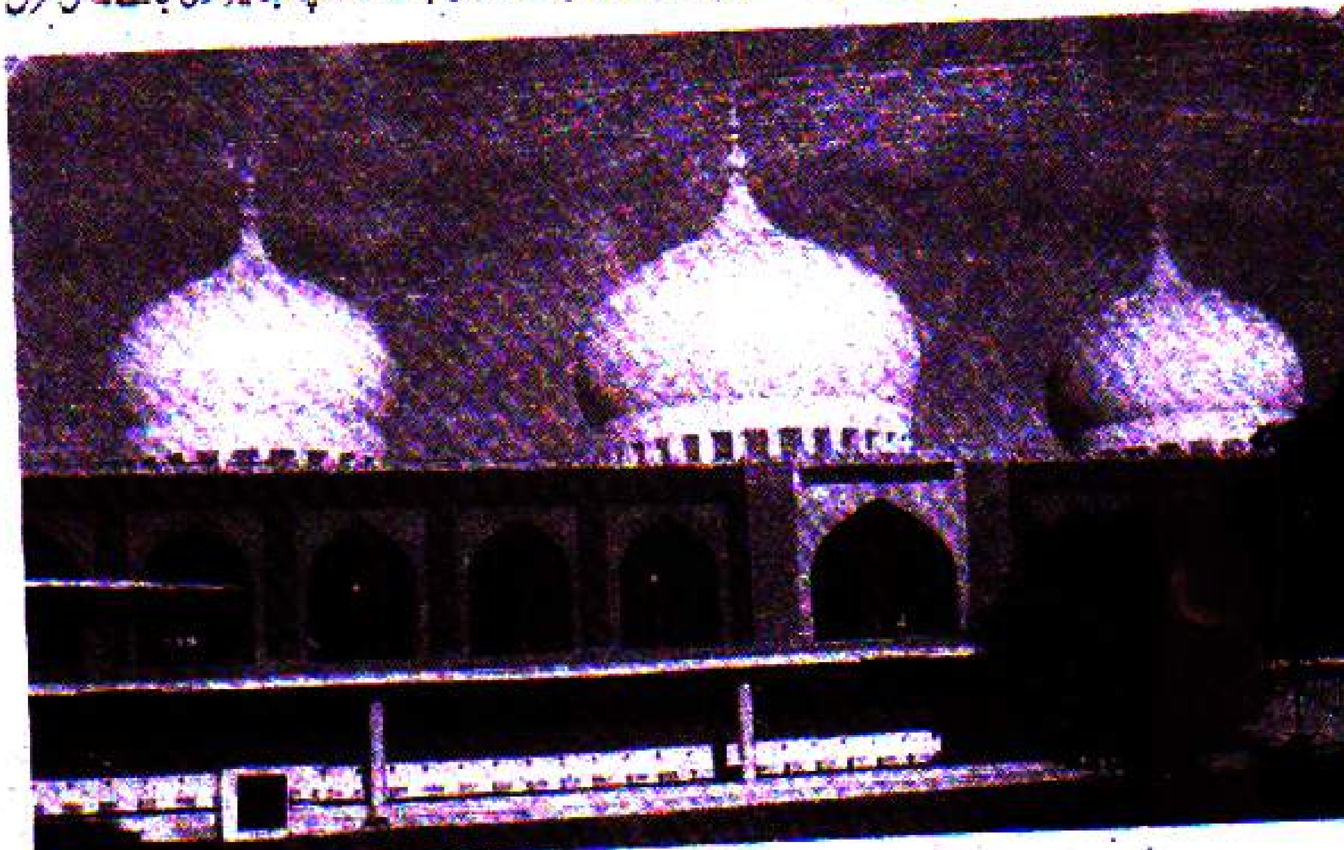

قبروں کی بے حرمتی بھی نہیں ہوگی اور مسجد بھی بن جائے گی۔ یہ ایسا فتویٰ تھا جسے سبھی نے اتفاق رائے سے قبول کرلیا۔

قبرستان کا مسئلہ : مگر اب ایک اور مسئلہ یہ کھڑا ہوگیا کہ اگر قبرستان کے اوپر چھت بنادی تو قبرستان میں موجود قبروں تک جانے کا راستہ کہاں سے ہوگا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت بہت سے ایسے لوگ آگے آئے جن کی عزیز رشتے دار وہاں دفن تھے اور وہ لوگ ان کی قبروں پر فاتحہ خوانی کے لیے جانا چاہتے تھے۔ ادھر مسجد کی تعمیراتی کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس قبرستان کے اوپر چھت بنا کر اسے مکمل طور پر بند کردیا جائے گا اور قبرستان تک کوئی بھی فرد نہیں جاسکے گا۔ اس پر کئی لوگوں کو اعتراض تھا۔ بعد میں کافی گفت وشنید اور غور وخوض کے بعد اس قبرستان کو مکمل طور پر بند کرنے کا فیصلہ کیا گیا البتہ ایک جگہ اس قبرستان کے راستے کو بند کرکے وہاں جالیاں لگادی گئیں ان جالیوں سے قبریں تو نظر نہیں آتیں البتہ وہاں سے لوگ پھول وغیرہ اندر ڈال دیتے ہیں اور اپنے مرحومین کے لیے فاتحہ خوانی بھی کرلیتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے ان جالیوں کے پاس کھڑے ہوکر فاتحہ خوانی کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد دیکھی ہے جبکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس شہر خموشاں (قبرستان) کے مکینوں کو چھت ڈال کر ابدی سکون فراہم کردیا گیا ہے۔

اونچا فرش : جب نیو میمن مسجد (بولٹن مارکیٹ) کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا تو اس میں پہلا کام یہ کیا گیا کہ قبرستان سے سات فٹ اوپر مسجد کا فرش تعمیر کیا گیا جو در اصل اس قدیم قبرستان کی چھت ہے۔ نیو میمن مسجد کی پہلی کمیٹی 17 اکتوبر 1948ء کو تشکیل دی گئی۔ اس مسجد میں پہلی اذان 15 جولائی 1949ء کو دی گئی۔ اس پرشکوہ مسجد کا سنگ بنیاد پاکستان کے اس وقت کے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین نے 24 اگست 1949ء کو رکھا تھا۔ اس کے بعد 11 اکتوبر 1949ء کو مسجد کے بورڈ آف ٹرسٹیز کی رجسٹریشن بھی کرائی گئی۔ اس مسجد کا کل احاطہ 17.280 مربع گز پر مشتمل ہے

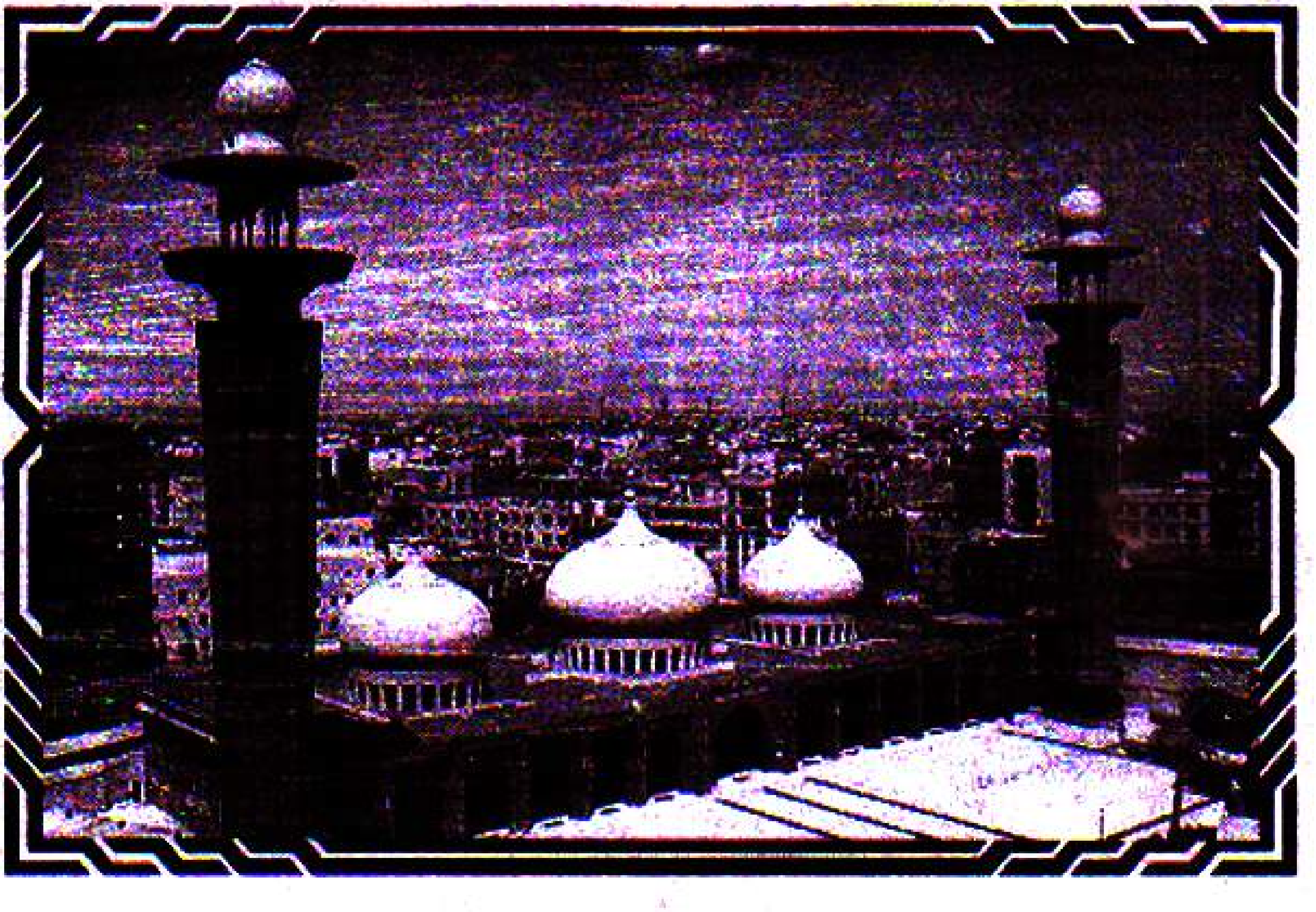

جبکہ اندرونی احاطہ 270x100 مربع فٹ پر محیط ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کے آغاز کے وقت اس وقت کے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین کو یہ بات بتادی گئی تھی کہ یہ پوری مسجد نقشے کے مطابق بنائی جائے گی مگر اس کے مینار اور گنبد بعد میں تعمیر کیے جائیں گے۔ اس مسجد کے نقشے میں 3 گنبد اور دو مینار تھے۔

کمرشل مسجد : نیو میمن مسجد کو ایک کمرشل مسجد بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس کے اطراف میں 400 دکانیں ہیں جو سب کی سب اس مسجد کی ملکیت ہیں۔ ایک دکان کی قیمت تقریباً 60 سے 70 لاکھ روپے ہے۔ لیکن اب حالات کے پیش نظر رفتہ رفتہ قیمتوں میں اضافہ ہو چکا ہے۔ مسجد میں چندہ جمع کرنے پر پابندی ہے البتہ اگر کوئی شخص تحفے کی صورت میں مسجد کو کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ مگر یہ تحفہ بھی رقم کی صورت میں نہیں ہونا چاہیے۔ جب بھی مسجد کی دکانیں فروخت ہوتی ہیں تو رسید بدلوانے کی صورت میں بھی مسجد کو رقم ملتی ہے۔ دکانوں کے کرائے سے مسجد کے اخراجات چلتے ہیں مگر چونکہ یہ پگڑی کی دکانیں ہیں اس لیے یہ کرایہ بہت کم ہوتا ہے اس کے باوجود مسجد کے لیے کسی قسم کا چندہ جمع نہیں کیا جاتا۔

نگراں عملہ : اس مسجد کی نگہداشت، حفاظت اور چوکیداری وغیرہ کے لیے کئی افراد پر مشتمل عملہ بھی موجود ہے۔ اس مسجد میں مدرسہ تعلیم الاسلام بھی قائم ہے جہاں بچے مفت دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لیے اساتذہ کرام بھی مقرر ہیں۔ رمضان المبارک اس خوبصورت مسجد کو اور بھی حسین بنا دیتے ہیں کہ اس کے صحن میں لگ بھگ 2000 روزہ داروں کے لیے روزانہ روزہ کھولنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ان کے لیے پر تکلف افطاری کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اس مسجد میں شبینوں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے اور بعد نماز عشاء سے سحری تک اہل ایمان قرآن حکیم کی سماعت کرتے ہیں جس کے بعد ان کے لیے سحری کا اہتمام ہوتا ہے۔ شبینے میں تلاوت قرآن حکیم کو پورے پاکستان بلکہ اب تو بیرون پاکستان بھی ٹیلی وژن پر براہ راست دکھایا جاتا ہے۔

بورڈ آف ٹرسٹیز : اس مسجد میں بڑی کثیر تعداد میں اجتماعی نکاح بھی ہوتے ہیں اور قرآن کریم کی محافل اور نعت خوانی کی محافل تو عاشقان رسول ﷺ کے لئے ہوتی ہیں۔ نیو میمن مسجد کے سابقہ (مرحوم) اور قابل احترام موجودہ بورڈ آف ٹرسٹیز گراں قدر اور مخلصانہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

فقیروں سے نجات اور پہلی نماز : واضح رہے کہ جس جگہ آج نیو میمن مسجد کھڑی ہے وہاں قبرستان تو ہے ہی مگر تعمیر مسجد سے پہلے اس قبرستان پر فقیروں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ قبرستان پر فقیروں کا قبضہ ویسے بھی کوئی اچھی بات نہیں تھی مگر جب اس زمین کو مسجد کی تعمیر کے لیے منتخب کر لیا گیا اور یہ میدان مسجد کے لیے الاٹ ہو گیا تو سب سے پہلا اور بڑا مسئلہ ان فقیروں سے اس میدان کو خالی کرانے کا درپیش تھا۔ ویسے بھی اس دور میں جبکہ پاکستان نیا نیا وجود میں آیا تھا، بے گھری عام تھی۔ جگہ جگہ لوگوں نے عارضی کیمپ اور خیمے لگا رکھے تھے بہرحال مسجد کی تعمیر کے لیے اس جگہ کو فقیروں سے خالی کرانا ضروری تھا اور 15 جولائی 1949ء کو پولیس نے یہ میدان فقیروں سے خالی کرا دیا جس کے بعد یہاں فوری طور پر عصر کی نماز ادا کی گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک عارضی مسجد بھی قائم کردی گئی اور یہ فیصلہ ہوا کہ آج سے وہاں پانچوں وقت کی نماز جماعت پابندی سے ادا کی جائے گی۔

تعمیراتی کوائف : تعمیر مسجد سے پہلے بعض حضرات کا خیال تھا کہ اس مسجد کو جامع مسجد دہلی یا بادشاہی مسجد لاہور کے ڈیزائن پر بنایا جائے لیکن کمیٹی اور دیگر حضرات نے تجویز پیش کی کہ اس کا اپنا منفرد ڈیزائن تیار کیا جائے۔ 9 ستمبر 1949ء سے اس کی تعمیر شروع ہوئی۔ پہلے سے

یہ طے کرلیا گیا تھا کہ مسجد کے مصارف پورے کرنے کے اس کے اطراف میں دوکانیں، دفاتر اور مارکیٹ بنائی جائے گی۔ چنانچہ 155520 مربع فٹ (17280 مربع گز) کے اس پلاٹ میں مندرجہ ذیل عمارتیں شامل ہیں۔

ہال	27000 مربع فٹ	(3000 مربع گز)
دالان	27000 مربع فٹ	(3000 مربع گز)
صحن، حوض، وضوخانے	3555 مربع فٹ	(3395 مربع گز)
علامہ اقبال مارکیٹ	149 دکانیں	
بندر روڈ پر	25 دکانیں	
فرماتری روڈ پر	24 دکانیں	

ان تمام عمارت پر 1,769,051 روپے لاگت آئی۔

میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کی گنجائش بادشاہی مسجد لاہور سے زیادہ ہے۔ بادشاہی مسجد میں 4 صفیں ہیں۔ اس میں 14 صفیں ہیں۔ ہر صف میں 195 نمازیوں کی گنجائش ہے۔

مسجد کی تعمیر روکنے کی کوشش : جب یہ مسجد زیر تعمیر تھی تو مسجد کے بالمقابل بندر روڈ پر ایک سینما گھر تیزی سے تعمیر ہونا شروع ہوگیا جس کا مقصد مسجد کی تعمیر کو روکنا تھا۔ اس کے لئے ہر قسم کے رابطے کی کوشش کی گئی۔ یہ مسجد فقط میمنوں کے لئے مختص نہ تھی بلکہ بولٹن مارکیٹ اور اطراف کے تمام کاروباری لوگ اور ملازمت پیشہ افراد یہاں نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ عوام کے جذبات بھڑک اٹھے۔ عیدالاضحی کے موقع پر نماز کے فوراً بعد نمازیوں میں اشتعال پیدا ہوا۔ انہوں نے سینما پر پتھراؤ کیا۔ سینما والوں نے ٹرسٹ کے اراکین پر الزام دھرا اور پولیس نے ان کو گرفتار کرلیا۔ بات عدالت تک پہنچ گئی۔ عدالت نے نیو میمن مسجد ٹرسٹ کے حق میں فیصلہ دیا اور سینما کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا۔

دو میناروں اور تین گنبدوں کا اضافہ : مسجد کی عمارت کے علاوہ 195 فٹ اونچے دو مینار ساڑھے پانچ لاکھ روپے کی لاگت سے بعد میں بنائے گئے۔ اس کے بعد گنبدوں کی تعمیر کا مرحلہ آیا تو یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا مسجد کی چھت مجوزہ گنبدوں کو سہار سکے گی یا نہیں۔ اس مسئلے کے حل کے لئے ایک ممتاز انجینئر ڈاکٹر ذاکر علوی نے بنیاد کا مکمل جائزہ لینے کے بعد یہ اعلان کیا کہ مسجد پر تین گنبد با آسانی بنائے جاسکتے ہیں۔ پھر ایک نوجوان ٹھیکیدار جناب محمد یونس نے 25 لاکھ روپے کی لاگت سے تین گنبد بنا کر ثواب دارین حاصل کیا۔ جناب محمد یونس کے مطابق میمن مسجد کے گنبد بادشاہی مسجد کے گنبدوں سے بڑے ہیں۔ ان کی تعمیر میں ایک ہزار مربع فٹ سنگ مرمر، ایک ہزار بوری سیمنٹ، 75 ٹن لوہا اور دیگر بہت سی اشیاء استعمال ہوئیں۔

طرز تعمیر اور لوگوں کی آراء : ویسے تو پوری میمن برادری کی خواہش تھی کہ اس مقام پر میمن مسجد تعمیر کی جائے مگر اس کے لیے باقاعدہ تجویز سب سے پہلے جناب ابراہیم دادا اوجھا نے پیش کی تھی۔ وہی اس مسجد کے لیے تشکیل دی گئی مسجد کمیٹی کے پہلے چیئرمین تھے جبکہ محترم ولی محمد چنوئی اس مسجد کمیٹی کے پہلے جنرل سیکریٹری بنائے گئے۔ نیو میمن مسجد ٹرسٹ کے چیئرمین بھی جناب ابراہیم دادا اوجھا تھے۔ 20 مئی 1950ء جناب اوجھا صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ ان کی وفات کے بعد جناب حاجی غنی حاجی عبداللہ بندوکڑا (رشید ٹیکسٹائل ملز) اداے

چیئرمین بنائے گئے۔ جب نیو میمن مسجد کا تعمیراتی کام شروع ہونے والا تھا تو اکثر لوگوں کی یہ خواہش تھی کہ یہ مسجد یا تو دہلی کی جامع مسجد یا لاہور کی بادشاہی مسجد کے طرز پر تعمیر کی جائے۔ اس ضمن میں لوگوں کی آراء بھی مسلسل مل رہی تھیں لیکن کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ نیو میمن مسجد کا ڈیزائن بالکل منفرد اور انوکھا ہوگا۔ 9 ستمبر 1949ء کو مسجد کا تعمیراتی کام شروع ہوا۔ اس کے لیے الگ الگ جگہیں مختص کی گئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ہال کے لیے جگہ 27,000 مربع فٹ (3000 مربع گز) ☆لان کے لیے مختص جگہ 27,000 مربع فٹ (3000 مربع گز)

☆صحن، حوض اور وضو خانے کے لیے مختص جگہ 3,555 مربع فٹ (3,395 مربع گز)

☆علامہ اقبال مارکیٹ 149 دکانیں ☆بندر روڈ پر 25 دکانیں ☆فخر ماتری روڈ پر 24 دکانیں

ایک پرشکوہ مسجد : ان تمام عمارتوں پر اس زمانے میں 1,769,051 روپے لاگت آئی۔ نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ (کراچی) کسی بھی طرح لاہور کی بادشاہی مسجد سے کم نہیں ہے بلکہ اس میں بادشاہی مسجد سے زیادہ گنجائش ہے اور کافی بڑی تعداد میں نمازی نماز ادا کرتے ہیں لیکن سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ عام لوگوں کو یہ بات بالکل معلوم نہیں ہے کہ نیو میمن مسجد کے نیچے ایک قدیم قبرستان واقع ہے جو مسجد کی تعمیر سے بند ہو گیا ہے اور اس تک رسائی ممکن نہیں ہے البتہ اس کے دروازے پر جالیاں لگا کر یہ یاد رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اس کے اندر اللہ کے بندے ابدی نیند سو رہے ہیں اور یہ کہ انہیں لوگوں کی آمد سے کوئی غرض نہیں البتہ ایصال ثواب ان کی روحوں کی غذا ہے جو لوگ اس جگہ کھڑے ہو کر کرتے رہتے ہیں۔

نوٹ : خاکسار کو 1972ء میں اس مضمون کی تیاری کے لئے معلومات میمن برادری کے بزرگوں نے فراہم کی تھیں جن میں جناب عمر فاضل فاروق (مرحوم)، جناب عبداللطیف مدراس والا (مرحوم)، جناب ہاشم عبداللہ (مرحوم)، جناب حاجی محمد اسمٰعیل جامڑیا، جناب حاجی حبیب احمد (مرحوم) اور جناب عبدالرزاق جانو (مرحوم) مذکورہ مضمون کی تیاری کے لئے بھرپور معلومات عنایت کیں خاکسار کا مضمون ہفت روزہ بیان (کراچی) میں طبع ہوا۔ بعد ازاں روزنامہ وطن (گجراتی) کے چیف ایڈیٹر جناب نور محمد جمال نور میمن (مرحوم) کی خواہش پر جناب ایاس گاڑت کے ترجمہ کیا اور یہ مضمون شائع کیا گیا اور تحریر کو سراہا۔ مزید معلومات کی فراہمی کے بعد ماہنامہ میمن بلیٹن میں اشاعت پذیر ہوا جو خصوصاً مسجد کے آفس سیکریٹری جناب غنی دھوراجوی (سابقہ)، حاجی عثمان کمانی (مرحوم)، ایڈیٹر میمن بلیٹن جناب حاجی محمد اقبال کسباتی مرحوم (مینجنگ ٹرسٹی)، سابقہ مینجنگ ٹرسٹی اور ممتاز سماجی رہنما، سابقہ ممبر صوبائی اسمبلی جناب عبدالعزیز رنگیلا نے مضمون کی تیاری کے لئے معلومات فراہم کرنے میں بھرپور تعاون کیا تھا۔ موجودہ نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کے چیئرمین مینجنگ ٹرسٹی جناب حاجی محمد رفیق پردیسی ہیں جو گراں قدر مسجد کے لئے مخلصانہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی کاوشوں سے مسجد کی تزئین و آرائش اور رونقوں میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو

☆ مسلمان کو جو بھی تھکان، بیماری، فکر، غم اور تکلیف پہنچتی ہے حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (حضور اکرم ﷺ)

☆ درود پاک اتنی تیزی سے انسان کے گناہوں کو مٹاتا ہے کہ اتنی تیزی سے پانی بھی آگ کو نہیں بجھاتا۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

☆ توبہ کی تکلیف سے گناہ کا ترک کر دینا زیادہ سہل ہے۔
(حضرت عمر فاروقؓ)

☆ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔
(حضرت عثمان غنیؓ)

☆ جب کوئی دوست اپنا راز تمہیں بتائے تو سمجھ لینا کہ اپنی عزت تمہیں امانت دے رہا ہے اس میں کبھی بھی خیانت مت کرنا۔ (حضرت علیؓ)

☆ زمین کے اوپر عاجزی سے رہنا سیکھو زمین کے نیچے سکون سے رہ پاؤ گے۔ (حضرت امام حسنؓ)

☆ غم سے روح میں توانائی آتی ہے۔ (حضرت حسن بصریؒ)

☆ اپنے آپ کو اس وقت تک انسان نہ سمجھو جب تک تمہاری رائے غصے کے زیر اثر ہو۔ (حضرت بایزید بسطامیؒ)

☆ سب سے مشکل کاموں میں ایک اپنے علم پر عمل کرنا ہے۔
(حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ)

☆ دن کی روشنی میں رزق تلاش کرو رات کو اسے تلاش کرو جو رزق دیتا ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ دل زبان کی کھیتی ہے اس میں اچھی تخم ریزی کرو اگر سارے دانے نہ اگ سکیں گے تو پک کر ضرور اگ جائیں گے۔ (امام شافعیؒ)

☆ جو دوست مشکل وقت میں کام نہ آئے اس سے بچو کیونکہ وہ تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ (امام غزالیؒ)

☆ کتابیں جوانی میں رہنما، بڑھاپے میں تفریح اور تنہائی میں رفیق ثابت ہوتی ہیں۔ (ابوریحان البیرونی)

☆ حوصلہ یہ نہیں دیکھتا کہ دیوار کتنی اونچی ہے۔ (خلیل جبران خلیل)

☆ دشمن سے زیادہ خطرناک وہ ہے جو دوست بن کر دھوکا دے۔
(فتح علی ٹیپو سلطان شہید)

☆ داناؤں کے ہاں کل کا لفظ نہیں ملتا جب کہ بے وقوفوں کے پاس یہ کثرت سے پایا جاتا ہے۔ (سرسید احمد خان)

☆ قومیں سونے چاندی سے نہیں بلکہ علم و عمل سے بنتی ہے۔
(قائداعظم محمد علی جناح)

☆ بہترین حکومت وہ ہے جو حکومت نہ کرے بلکہ خدمت کرے۔
(ہنری فورڈ)

☆ جو لوگ مطالعہ نہیں کرتے ان کے پاس سوچنے کے لیے بہت کم باتیں ہوتی ہیں اور کہنے کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔ (فرانسس بیکن)

☆ غموں کی مثال بچوں کی سی ہے وقت کے ساتھ یہ بڑھتے رہتے ہیں۔ (ینگ)

☆ کوئی شک نہیں کہ میرے کپڑے پھٹے پرانے ہیں لیکن یہ میرے اپنے ہیں۔ (مارشل)

☆ آغاز کا خیال رکھو انجام خود بخود بہتر ہوگا۔ (الیگزینڈر کلاورک)

میمن قوم کو میرا پیغام

میمن قوم کا اتحاد

محترمہ ارم ناز سلیمان میمن، ایم اے

آج تم سے فقط یہ کہنا ہے
ایک رہنا ہے ایک رہنا ہے
جذبہ دل کو اب زباں دے کر
تم سے دل ہی کی بات کہنا ہے
بند مٹھی کی اہمیت سمجھو
بند مٹھی ہی بن کے رہنا ہے
نفرتیں اور کدورتیں دل سے
دور کر دو یہی تو کہنا ہے
شکوہ غیروں سے کس کو ہوتا ہے
شکوہ اس سے ہے جو کہ اپنا ہے
اس چمن کے پھول تم ہے
اس چمن میں مہکتے رہنا ہے
بات چھوٹی ہو درگذر کر دو
اور بڑی بات کو بھی سہنا ہے
اعتماد آپ نے کیا جن پر
ہر قدم اُن کا ساتھ دینا ہے
کتنا سستا ہے سودا یہ دوستو
دے کے الفت خلوص لینا ہے
راہ کتنی بھی ہو کٹھن ارم
سوئے منزل تو چلتے رہنا ہے

میمنی بولی بولو

بچے گھر میں پاکی میمنی بولی بولنی گھجے۔ ہر قوم ہوتے تیں ثقافت تے ناز کرے اے۔ ہو سگیں بولی بولے اے میمن ڈنگ میں فخر محسوس کرو

ماضی کی ایک غمناک داستان

بانٹوا کے حوالے سے لکھی گئی ایک دلچسپ اور اہم تاریخی و یادگاری تحریر
مصنف کی گجراتی کتاب "میری یادیں" سے ماخوذ

بانٹوا میں بھارتی فوج سے آمنا سامنا

گجراتی تحریر : جان محمد دائود ایڈووکیٹ (مرحوم)
اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

میں احمد آباد سے روانہ ہوا اور ایک روز بعد بانٹوا آ گیا۔ بانٹوا کے ریلوے اسٹیشن سے باہر نکل کر گھر کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں بھارتی فوج کی ایک چھوٹی سی ٹولی دیکھی۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بھارت کی حکومت نے اسی روز بانٹوا پر قبضہ کر لیا تھا۔ اب مجھے نئے مسائل کا سامنا تھا۔ حکومت برطانیہ کے مقامی ریاست کے ساتھ تعلقات، کیبنٹ مشن پلان میں مقامی ریاست کی آزادی، بھارت یا پاکستان کے ساتھ ان کا الحاق وغیرہ کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ اس سے یہ قصہ خاصا طویل ہو جائے گا۔ مختصر یہ کہ بھارت کے یوم آزادی پر یعنی پندرہ اگست کے روز ہی جوناگڑھ ریاست نے پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کیا۔

جوناگڑھ ریاست کے ویراول بندرگاہ کے دریائی (سمندری) راستے سے پاکستان کی سرحد زیادہ دور نہیں ہے۔ لیکن زمینی راستہ پاکستان کی سرحد سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر جوناگڑھ کا علاقہ الگ الگ حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ایک ٹکڑا ریاست بڑودا میں تھا اور جوناگڑھ ریاست میں ہندو آبادی اکثریت میں تھی۔

جوناگڑھ ریاست کے اس فیصلے سے بھارتی حکومت اور کاٹھیاواڑ کی ہندو ریاستوں میں ہلچل مچ گئی۔ شامڑداس گاندھی کی قیادت میں جوناگڑھ کی ایک عارضی حکومت تشکیل دی گئی تھی جسے بھارتی حکومت کا خفیہ تعاون حاصل تھا۔ بھارت کی حکومت نے جوناگڑھ کے ارد گرد کی ہندو ریاستوں کی حفاظت کے بہانے مانگرول، بابریاواڑ اور بانٹوا میں اپنی فوج بھیج دی اور یوں میں دہلی سے اپنی جان بچا کر بانٹوا پہنچا تو وہاں بھارتی فوج سے آمنا سامنا ہوا۔

مسلم لیگ اور پاکستان کی تحریک میں بانٹوا کی مسلم آبادی نے جو اہم اور یادگاری کردار ادا کیا، اسے ہندو آبادی نے فراموش نہیں کیا۔ مزید برآں پندرہ اگست کو جب ہندوستان کا پرچم لہرایا گیا، اس وقت بانٹوا کے بڑے بڑے سیٹھوں نے پرچم کو سلامی دینے سے انکار کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ مذہب اسلام میں پرچم کے آگے جھکنا منع ہے۔ 9 نومبر کے بعد کسی بھی قسم کی اشتعال انگیزی یا قانون شکنی کا کوئی بھی واقعہ مسلمانوں کی جانب سے نہیں ہوا پھر بھی بانٹوا شہر میں صبح سے شام تک کرفیو لگا رہا۔ عام طور پر بانٹوا شہر کی رونق رات کے وقت زیادہ ہوتی تھی۔ بڑے دروازوں کے روشن گیس کی بتیوں کی روشنی سے بانٹوا شہر کا یہ حصہ جگمگاتا تھا اور کام سے فارغ ہو کر آنے والے افراد بڑے دروازے کے ارد گرد گپ شپ کرتے ہوٹلوں میں چائے پانی پیتے اور بالائی منزل پر نصف شب تک تاش کھیلتے تھے۔

مگر کرفیو کی وجہ سے یہ حالات بالکل تبدیل ہو گئے تھے۔ نماز مغرب کے بعد سب اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے۔ اس وقت ٹیلی وژن ایجاد نہیں ہوا تھا۔ کچھ صاحب حیثیت لوگوں کے گھروں میں ریڈیو تھے۔ ان حالات میں طویل عرصے تک گھروں میں بند رہنا قید خانے کی سزا کے مانند تھا۔ مزید برآں شام کے وقت روزنئی نئی افواہیں سننے کو ملتیں جس کی وجہ سے ذہنی پریشانی بھی بڑھ جاتی تھی۔ لوگوں کی پریشانی اور گھبراہٹ کو دور کرنے کے لیے فوج سے تعاون بے حد ضروری تھا۔ کیونکہ فوج میں کچھ سکھ فوجی بھی تھے جن میں مسلم دشمنی اور مذہبی جنون صاف نظر آتا تھا۔ ہم میں سے تین چار نوجوانوں نے فوج سے رابطہ قائم کیا اور ان کی جیپ میں سوار ہو کر شہر کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا تاکہ لوگوں کا کچھ اعتماد بحال ہو۔

لیکن ہندو مذہبی جنونیوں نے ہماری کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ 16 نومبر کی رات کو کرفیو کے دوران بانٹوا کے جنوبی حصے پر میر قوم کے لوگوں نے حملہ کر دیا۔ میر قوم ایک جنگجو قوم تھی اور زور آور تھی۔ تمام لوگ اپنے اپنے گھروں میں بند تھے۔

بھارتی فوج کا پڑاؤ شمال میں تھا جبکہ پولیس خاموش تھی۔ میر قوم کے لوگ ایک ایک گھر سے قیمتی اشیاء، زیورات، نقدی اور دوسری چیزیں جو بھی ملیں، اٹھا کر لے گئے۔ پورے شہر میں عورتوں اور بچوں کے چلانے کی آوازیں آنے لگیں اور ہر طرف خوف کا سماں تھا۔ کرفیو کی وجہ سے کوئی بھی کسی کی مدد (سپورٹ) کے لیے نہیں جا سکتا تھا۔ یہ لوٹ مار فجر کی اذان تک ہوتی رہتی۔ ہم شہر کے مغربی علاقے میں رہتے تھے اس لیے ہم تک پہنچنے میں صبح ہو چکی تھی۔ ہماری عمارت میں جتنے بھی مرد تھے، وہ ایک کمرے میں اور عورتیں دوسرے کمرے میں جمع ہو گئی تھیں۔

ہمارے پاس جو بھی طلائی زیورات اور قیمتی اشیاء تھیں وہ سب زمین میں دفن کر دی گئیں۔ ہم میں سے جو بہادر تھے، وہ اپنی لکڑیوں اور لوہے کے ڈنڈوں سے میر لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھے۔ صبح کے وقت ہم شہر کے اندرونی علاقہ میں گئے۔ کچھ لوگ اپنے گھروں سے باہر آ گئے تھے۔ کچھ دور جانے کے بعد بانٹوا کے تین بڑے سیٹھوں میں سے ایک سیٹھ نظر آئے جن کے یہاں میں نے اس سے قبل ملازمت کی تھی۔ وہ بہت خوف زدہ تھے۔

میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہوں نے مجھے دوسرے سیٹھ کے گھر لے جانے کے لیے کہا۔ ہم وہاں پہنچے۔ وہاں بڑے سیٹھ اور ان کے بیٹے موجود تھے۔ ہم نے فوراً بانٹوا کے منیجر، رجھوٹ کے پولیٹیکل ایجنٹ، بھارتی حکومت اور حکومت پاکستان کو بانٹوا کی کیفیت کا تفصیلی حال تار کے ذریعے بھیجا۔ دو دن کے بعد بھارتی حکومت نے مزید فوج ہماری حفاظت کے لیے بھیج دی۔

بانٹوا سے ہجرت: لیکن اب ایک طرف بانٹوا میمن برادری کی ہمت ٹوٹ چکی تھی تو دوسری طرف بھارتی حکومت کی غیر جانبداری پر یقین نہ تھا۔ اس لیے بانٹوا سے ایک تاریخی ہجرت کی ابتدا ہوئی۔ وہاں سے جو ٹرینیں اور مال گاڑیاں گزرتیں، ان میں لوگ سوار ہو کر بمبئی اور اوکھا

بندر کی طرف روانہ ہو جاتے۔ راستے محفوظ نہ تھے اور جگہ کی بھی کمی تھی۔ اس لیے لوگ اپنے پہنے ہوئے کپڑے اور سونے کے لئے بستر لے کر اپنے آبائی گاؤں اور ان سے وابستہ یادوں کو چھوڑ کر کراچی کی طرف چل دیئے۔ اس طرح تسلسل کے ساتھ نقل مکانی کا سلسلہ جاری اور ساری ہو گیا۔

جوں جوں دن گزرتے گئے۔ یہ شہر ویران ہوتا چلا گیا۔ ہمارے لیے اب بانٹوا شہر میں ٹھہرنا مناسب نہ تھا۔ میں اپنے خاندان اور رشتہ داروں کے ساتھ 30 نومبر 1947ء کو بانٹوا کو خیر باد کہہ کر دوسرے روز اوکھا بندر آ پہنچا۔ میرے ایک چھوٹے بھائی جو اعتدال پسند تھے، انھوں نے بانٹوا میں رہنا پسند کیا۔ 30 نومبر 1948ء کو جب دہلی میں گاندھی کا قتل ہوا، اس کے دوسرے روز انھوں نے گاندھی جی کا سوگ منایا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب بانٹوا میں رہنا ناممکن ہوا تو وہ کراچی آ گئے۔

ہم سے پہلے بہت سے لوگ اوکھا بندر آ گئے تھے۔ وہاں رہنے کے لیے جگہ کی پہلے ہی کمی تھی۔ اوکھا بندر پر ہمیں ایک ہال ملا تھا جس کا سائز تقریباً 40x20 کا تھا۔ ہم تقریباً چھ خاندان اس جگہ میں رہنے لگے۔ کپڑے کی چٹیوں کی دیوار بنا کر درمیان میں بستر لگا دیا اور یوں ہمارے رہنے اور ایک قطار میں سونے کے لیے جگہ تیار ہوئی۔ وہیں چولہا جلا کر کھانا پکاتے۔ اسی حالت میں ہم نے نو دن گزارے کیونکہ کراچی جانے کے لیے ہمیں کوئی اسٹیمر (بحری جہاز) نہیں مل رہا تھا۔ کافی پریشانیوں کے بعد 10 دسمبر کی شام کو ہمیں سندھیا نیوی گیشن کمپنی کے ایک بحری جہاز میں جانوروں کی طرح ٹھونس کر روانہ کیا گیا اور 11 دسمبر کو صبح کراچی بہ خیریت پہنچ گئے۔ اس طرح میری زندگی کا سابقہ حصہ مکمل ہوا اور ایک نئی زندگی کی شروعات ہوئی۔

(مصنف کی گجراتی کتاب "میری یادیں" سے شکریہ کے ساتھ لئے گئے ایک باب کا اردو ترجمہ)

پانی قدرت کا انمول تحفہ

سوچیں پانی نہ ہو تو جینا محال ہو جائے

☆ جانور، پرندے، نباتات کچھ باقی نہ رہے

☆ کھیتیاں سوکھ جائیں کھلیاں اجڑ جائیں

☆ درخت پھل دینا اور پودے پھول مہکانا بند کر دیں

☆ پانی زندگی ہے ☆ زندگی کو اہم جانیے

☆ اس عظیم نعمت کی قدر کیجیے ☆ پانی ضائع نہ کیجیے

پانی کے حصول، حفاظت اور ذخائر کو اپنی قومی سوچ کا حصہ بنائیے

سادگی: باعث سکون قلب

جناب عبدالجبار علی محمد بدو

"سادگی" کے معنی صفائی، صاف دلی، بے تکلفی اور بھولے پن کے ہیں۔ اگر ہم ان کو جوں کا توں اپنی زندگی میں اختیار کرلیں تو کسی اونچ نیچ کے شکار نہ ہوں۔ سادگی یہ ہے کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ہم نمائش، بناوٹ اور دکھاوے سے پرہیز کریں اور کسی صورت بھی حد سے آگے نہ بڑھیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو کبھی پسند نہیں کرتا۔ ایسا طریقہ اپنانے سے ہم خود بھی کسی مالی اور ذہنی پریشانی میں مبتلا نہیں ہو پائیں گے اور بے شمار غریبوں کے لئے بھی اچھی مثال قائم کرکے انہیں آسانیاں فراہم کرسکیں گے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:" رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمہارے لئے ایک نمونہ ہے۔"

دوسرے مقام پر حکم ہوا:" رسول اکرم ﷺ جس بات کا حکم دیں وہ بجالاؤ اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔"

علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی ﷺ میں حضور اکرم ﷺ کی سادگی کے بارے میں لکھا ہے:" حضور اکرم ﷺ روز روز کنگھا کرنا ناپسند فرماتے تھے۔ ارشاد تھا کہ ایک دن بیچ دے کر کنگھا کرنا چاہیے۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، اٹھنے بیٹھنے، کسی چیز میں تکلف نہ تھا۔ کھانے میں جو سامنے آتا تناول فرمالیتے۔ پہننے کو موٹا جھوٹا جو کچھ بھی مل جاتا پہن لیتے۔ زمین پر، چٹائی پر، فرش پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ آپ ﷺ کے لئے آٹے کی بھوسی بھی صاف نہیں کی جاتی تھی۔ لباس میں نمائش ناپسند فرماتے تھے۔ غرض ہر چیز میں سادگی اور بے تکلفی پسند تھی۔"

حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ بھی اپنے نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے، حکمران کا رہن سہن اتنا سادہ تھا کہ کوئی پہچان نہ سکتا تھا کہ یہ گورنر ہیں۔ ایک بار کسی شخص نے گھاس خریدی اور حضرت سلمان فارسیؓ کو مزدور سمجھ کر گٹھری سر پر لادوی۔ وہ چلے تو لوگوں نے کہا:" یہ امیر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں۔"

اس نے کہا" معاف فرمایئے میں نے آپ کو پہچانا نہیں بوجھ اتار دیجئے۔"

فرمایا:" نہیں اب تو تمہارے گھر پہنچا کر ہی اتاروں گا۔"

ہم اپنے دوستوں اور عزیزوں میں اٹھتے بیٹھتے ہوئے تکلف کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ عام طور پر اس لفظ کا استعمال سادگی کے مقابلے میں ہوتا ہے۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ ہم خوشی اور غمی کے مواقع پر، اور روز مرہ کی تقریبات میں اپنا ظاہری بھرم قائم رکھنے کے لئے بہت کچھ کر جاتے ہیں حالانکہ وہ کرنے کی ہم میں ہمت اور طاقت نہیں ہوتی۔ بس یہیں ہمیں سادگی اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے زندگی میں کامیابی بھی ہے اور خوشی بھی۔ سادگی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ کچھ نہ کریں۔ سادگی تو ایک ایسی علامت ہے جو ہماری اس سوچ کو ظاہر کرتی ہے کہ ہم بے جا نمود و نمائش اور تکلف کو ناپسند کرتے ہیں اور سادہ زندگی کو حقیقی راحت اور سکون قلب کا باعث سمجھتے ہیں۔ اپنی زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اس طرز عمل کو بدل ڈالیں اور حقیقی معنی میں سادگی اختیار کریں۔

سفرِ آخرت

سفر کی گھڑی... سر پہ کھڑی

فکر انگیز تحریر : حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف حضرت امام غزالیؒ : مشہور مسلمان مفکر حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی تھے۔ امام غزالیؒ خراسان کے ضلع طوس میں ۴۵۰ ہجری مطابق ۱۰۵۸ عیسوی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد پڑھے لکھے نہ تھے۔ وہ سوت بیچا کرتے تھے۔ امام غزالی کم عمری میں ہی یتیم ہوگئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد جرجان پہنچ کر امام ابو نصر اسماعیلی سے پڑھنا شروع کیا۔ امام غزالیؒ کے زمانے میں اسلامی ملکوں میں علوم و فنون کے دریا بہہ رہے تھے۔ خاص طور پر دو شہر علم و حکمت کے مرکز تھے۔ ایک نیشاپور اور دوسرے بغداد۔ امام صاحب نے چند نوجوانوں کے ساتھ نیشاپور کا رخ کیا اور امام الحرمین کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے جو مدرسہ نظامیہ کے صدر مدرس تھے۔ امام غزالیؒ نے یہاں اتنی محنت سے علم حاصل کیا اور دینی علوم کے علاوہ منطق اور فلسفے پر بھی عبور حاصل کیا کہ خود ان کے استاد امام الحرمین کہا کرتے تھے کہ میرے شاگردوں میں غزالی دریائے زخار (بھرا ہوا دریا) ہے۔

لیکن جب تک استاد زندہ رہے امام غزالیؒ ان کی صحبت سے الگ نہیں ہوئے مگر جب ۴۷۸ ہجری میں ان کا انتقال ہوگیا تو امام صاحب نے نظام الملک کے دربار کا رخ کیا۔ نظام الملک امام صاحب کا ہم وطن اور ملک شاہ سلجوق کا وزیر تھا۔ وہ خود بھی علم والا اور عالموں کا قدردان تھا۔ وہ امام صاحب کے علم و فضل سے بہت متاثر ہوا اور ان کو مدرسہ نظامیہ بغداد کا صدر مدرس بنادیا۔ اس وقت امام صاحب کی عمر 34 سال تھی۔ اتنی کم عمری میں یہ عزت اور مرتبہ کسی اور عالم کو حاصل نہیں ہوا۔

امام غزالی نے بڑی عمر نہیں پائی لیکن 55 سال میں انھوں نے بہت سی کتابیں لکھیں جن کی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہے۔ بعض لوگوں نے حساب لگایا ہے کہ اگر اوسط نکالا جائے تو روزانہ 16 صفحات ہوتے ہیں۔ امام صاحب نے جن علوم میں کتابیں تصنیف کیں ان میں فقہ، کلام، اخلاق اور تصوف شامل ہیں۔ ان کی سب سے مقبول کتاب "احیاء العلوم" ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے دل پر عجب اثر ہوتا ہے۔ اس میں امام صاحب نے وعظ اور حکمت دونوں کو ساتھ ساتھ رکھا ہے اور یہ کتاب عام فہم ہونے کے باوجود فلسفہ و حکمت کے معیار سے گرنے نہیں پائی ہے۔ امام غزالی کی لکھی ہوئی کتابوں کا ایک مدت تک یورپ میں بھی چرچا رہا اور بہت سے مشہور مصنفین نے امام صاحب کی کتابوں کی شرحیں لکھیں۔ ۵۰۵ ہجری ۱۱۱۱ عیسوی میں اس عظیم مفکر، مبلغ، مصلح اور مجدد نے انتقال فرمایا۔ (تعارف: بشکریہ ہمدرد نونہال شمارہ ستمبر 1984ء)

موت بڑی ہولناک حقیقت ہے اور موت کے بعد کے واقعات تو اور بھی خوفناک ہیں۔ اور ان کا ذکر کرنا اور یاد رکھنا دنیا کی خواہش کو مٹاتا ہے اور اس کی محبت کو دل سے نکال دیتا ہے۔ دنیا کی محبت ہی ہر گناہ کی بنیاد ہے پس جب دنیا سے نفرت ہوگئی تو سب کچھ مل گیا۔ اور دنیا سے نفرت اس وقت ہوگی جب موت کا خیال ہوگا کہ عنقریب ہم پر کیا آفت آنے والی ہے۔ فکر کا طریقہ یہ ہے کہ کسی وقت خلوت میں بیٹھ کر سارے خیالات کو دل سے نکال دو اور دل کو بالکل خالی کر کے توجہ اور عزم کے ساتھ موت کو یاد کرو۔ دل میں اپنے دوستوں اور عزیز و اقارب کا تصور کرو جو دنیا

سے چلے گئے اور یکے بعد دیگرے ایک ایک کر کے دھیان کرتے جاؤ کہ یہ صورتیں کہاں چلی گئیں یہ لوگ کیسی کیسی امیدیں اور خواہشات اپنے ساتھ لے گئے لالچ نے ان میں اپنا کتنا زور دکھایا؟ جاہ و مال کی کیا کچھ تمنائیں اور آرزوئیں ان کے دلوں میں رہیں مگر آج وہ سب خاک میں مل گئے اور منوں مٹی کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ کوئی شخص ان کا کبھی نام بھی نہیں لیتا۔ اسکے بعد مرنے والوں کے بدن اور جسم کا دھیان کرو کہ کیسے حسین اور نازک بدن تھے مگر اب خاک ہو گئے، گل گئے، سڑ گئے، پھٹ گئے اور کیڑے مکوڑوں کی غذا بن گئے اس کے بعد ان کے اعضا میں سے ایک ایک عضو کا دھیان کرو کہ وہ زبان کیا ہوگئی ہے جو کبھی چپ ہونا جانتی ہی نہیں تھی۔ وہ ہاتھ کہاں گئے جو حرکت کیا کرتے تھے۔ دیکھنے والی آنکھیں اور ان کے خوبصورت حلقے کسی کیڑے کی خوراک بن گئے۔ غرض اس طرح دھیان کرو گے تو سعید بن جاؤ گے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "سعید وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔"

افسوس کہ ہم موت جیسی خوفناک چیز سے غافل ہیں۔ اس زمین پر جسے اپنے پاؤں۔ سے روندرہے ہیں ہم سے پہلے ہزاروں آئے اور چل دیئے۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ یہیں رہیں گے۔ موت کا خطرہ ایک سفر سر پر کھڑا ہے۔ مگر ہمیں کچھ پروا نہیں۔ اگر یہ جہالت دور ہو تو موت کا دھیان آئے۔ رسول مقبول ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو نصیحت فرمائی تھی: "صبح ہو تو شام کی فکر نہ کرو اور شام ہو تو صبح کا خیال نہ لاؤ اور دنیا میں آئے ہو زندگی میں موت کا سامان اور تندرستی میں موت کی فکر کرو۔

اے عبداللہ کیا خبر ہے کہ کل تمہارا کیا نام ہوگا۔ یعنی زندہ ہوگا یا مردہ۔"

جس شے کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہیں، اس کی فکر تو ہر وقت ہونی چاہیے پس اپنی امیدوں پر خاک ڈالو اور آرزوؤں کو بڑھنے نہ دو۔ اللہ جانے لمحوں میں کیا ہوتا ہے، حضرت اسامہؓ نے سو دینار میں دو مہینے کے وعدے پر ایک کنیز خریدی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسامہؓ کی حالت پر تعجب کرو کہ زندگی کا بھروسہ ایک دن کا بھی نہیں اور اس نے دو مہینے کے وعدے پر کنیز خریدی ہے۔ اللہ کی قسم کہ میں نوالہ منہ میں رکھتا ہوں اور یقین نہیں کرتا کہ حلق سے نیچے اترے گا۔ ممکن ہے نوالہ کھاتے ہی اچھو لگ جائے پھندا لگ جائے اور دم نکل جائے۔ لوگو! اگر تمہیں عقل ہو تو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں حضرت محمد ﷺ کی جان ہے جو وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور آنے والا ہے اور جو آنے والا ہے وہ بہت قریب ہے اگر تم کو جنت میں داخل ہونے کی خواہش ہو تو دنیا کی لاحاصل امیدوں کو کم کر دو اور موت کو ہر وقت یاد رکھو اور اللہ سے شرماؤ جیسا کہ شرمانے کا حق ہے انشاءاللہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔" (ماخوذ از: تبلیغ دین)

بشکریہ ماہنامہ میمن سماج کراچی۔ مطبوعہ شمارہ جون 1966ء

نماز پڑھتے وقت یہ سوچیں کہ یہ آپ کی آخری نماز ہے اور خدا آپ کو دیکھ رہا ہے

کاوش انتخاب

کھتری عصمت علی پٹیل

عظمت رفتہ

خودنوشت حیات سر سید

میمن سخاوتیں سر سید احمد خان کی نظر میں

آج سے تقریباً 151 سال قبل مسلمانان پاک و ہند کے بانیٔ تعلیم جدید سر سید احمد خان اپنے پہلے سفر پر انگلستان کے لیے روانہ ہوئے اور بمبئی پہنچے تو اس وقت 1869ء میں بمبئی شہر ایک کاروباری، صنعتی اور تعلیمی مرکز کے طور پر چمک رہا تھا۔ سر سید نے اس شہر میں کچھ عرصہ گزارا اور وہاں کی خاص طور پر کاروباری سرگرمیوں کا بغور معائنہ اور مطالعہ کیا۔

اس وقت بمبئی میں مختلف برادریاں نمایاں حیثیت رکھتی تھیں۔ ان میں خوجے، کھتری، بوہری، سورتی، فارسی اور میمن برادریاں کاروبار اور رفاہی کاموں میں آگے آگے تھیں۔ سر سید نے خاص طور پر میمن برادری کی رفاہی سرگرمیوں کا گہری نظر سے جائزہ دیا اور اس کی افادیت پر بھی غور کیا۔ پھر اپنی نگاہ دور اندیشی سے تجزیہ کیا۔

انھوں نے اپنی خودنوشت اور حیات سر سید میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس زمانے میں پارسی اور میمن دونوں برادریاں تمام سماجی، فلاحی اور رفاہی سرگرمیاں ذاتی طور سے کرتی تھیں۔

میمن برادری کی جن رفاہی سرگرمیوں کا انھوں نے ذکر کیا ہے وہ بھی مکمل طور پر کچھ صاحبانِ خیر کی طرف سے ذاتی طور پر کی جا رہی تھی۔ کسی جماعت یا ادارے کی طرف سے نہیں۔ سر سید احمد تو اپنی ذات میں ایک ادارہ تھے۔ ان کے ہر کام میں نظم، ضبط اور کوئی نتیجہ حاصل کرنے کے خیال سے مفصل سرگرمیاں دیکھیں تو غمگین ہوئے اور اس سلسلے میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

ہم "خودنوشت حیات سر سید" از ضیاء الدین لاہوری صفحہ 269 اور 270 کے شکریے سے عکسی نقل پیش ہے۔

میمنوں کا نام آوری کے لئے مسجدیں بنانے کا شوق

اس شہر میں غالباً تمام ملکوں کے لوگ موجود ہوں گے مگر میمن اور پارسی یہاں کے بڑے امیر آدمی ہیں.......... میمنوں نے بجز اس کے کہ اچھے کپڑے پہنتے ہیں اور عربی عمامے باندھتے ہیں اور بگھیوں میں چڑھتے ہیں اور اپنے نام اور اپنی شیخی کے پیچھے مرتے ہیں اور کچھ قومی ترقی نہیں کی۔ مسجد بنانے کا بڑا شوق ہے۔ بہت سے میمن ہیں جن کے ہاں تھوڑا تھوڑا لنگر خانہ جاری ہے' ان کی نام آوری کے لئے برائے نام ایک مدرسہ ہے' ایک ملا اس میں پڑھانے کو نوکر ہے۔ بے نابالغ برائے نام طالب علم ہیں' لنگر خانہ سے روٹی پاتے ہیں' دن کو ایک آدھ برائے نام سبق پڑھا پھر کسی میمن کے لڑکے کو پڑھانے چلے گئے۔ کوئی شخص کسی اور طرح سے خیرات مانگنے کا پیشہ کرنے چلا گیا۔ مجھ کو یہ حال دریافت ہونے سے نہایت افسوس ہوا اور میں نے کہا دیکھو قوم کا جو ادبار ہے تو باوجودیکہ روپیہ خرچ ہوتا ہے مگر کس بری طرح خرچ ہوتا ہے جس سے نہ دین کا فائدہ' نہ دنیا کا۔ البتہ صرف چند روزہ ایک نام ہے کہ فلاں میمن کا مدرسہ ہے۔ علاوہ اس کے دو کٹ ملا خوشامدیوں نے تعریف کر دی اور کہا کہ آپ نے تو جنت میں ایک موتی کا محل بنا لیا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ وہ لوگ مر گئے جو موتی کا گھر بناتے تھے۔ ایسی باتوں سے تو پھوٹی کھپریل کا بھی گھر نہیں بنتا۔(۱)

راستے میں رحمت اللہ سلیمان میمن سوداگر کی دوکان پر ٹھہرے۔ اس نے بڑی خاطر کی اور چار پانچ بوتل لیمنڈ پانی پلایا۔ میں نے اس کو بہت ترغیب دی کہ میمنوں نے جو متفرق چھوٹے چھوٹے نامعقول صرف نام کے لئے مدرسے بنا رکھے ہیں' ان کو موقوف کریں اور سب میمن مل کر ایک بڑا نہایت عمدہ عربی کا کالج بنائیں اور جوان اور لڑکے طالبعلم اس میں بھرتی کریں اور انتظام سے قواعد مدرسہ جاری کریں تو البتہ فائدہ کی بات ہے۔ اور یہ بوڑھے طوطے' جن کا نام طالب علم رکھا ہے اور کوئی بھیک مانگتا ہے اور کوئی کسی کے گھر پڑھاتا ہے' ایسے لوگوں کو روٹی دینا اور مدرسے کا نام کرنا صرف روپے پیسے کا ضائع کرنا اور علم کو برباد کرنا بلکہ سمندر میں ڈبونا ہے جس میں ذرا بھی ثواب نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ آپس میں نہایت نا اتفاق ہے اور ایک دوسرے کی حقارت اور اپنی شیخی اور نمود چاہتا ہے۔ اس طرح اتفاق کا ہونا مشکل ہے۔ میں نے کہا "تم سچ کہتے ہو - جب کسی قوم پر خدا کی خفگی ہوتی ہے اور ذلت اور ادبار آتا ہے تو ایسی ہی مت ہو جاتی ہے۔ مگر پھر بھی تم اس کالج کا کر دیکھو' کہنا کہ ایک شخص ہندوستان سے آیا تھا وہ ایسی ایسی باتیں کرتا تھا۔"(۲)

ماخوذ از "خود نوشت حیات سرسید" از ضیاء الدین لاہوری

صفحہ ۲۶۹ اور ۲۷۰

بانٹوا کے میمن اور تاریخ کا سفر

تحریر: حاجی عبدالرحیم اسماعیل مائے مینی (مرحوم)
سابق اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

قیامِ پاکستان سے پہلے کے عہد میں برِّعظیم پاک و ہند کی ریاست گجرات کے ضلع کاٹھیاواڑ میں ایک چھوٹا سا شہر تھا جس کا نام بانٹوا تھا۔ یہ چھوٹا سا شہر بڑا پرسکون تھا، ہنگاموں اور افراتفری سے دور۔ اس شہر میں بہت سے میمن خاندان آباد تھے۔ وہ سب بے حد مسرور اور مطمئن تھے۔ یہ سب میمن خاندان خوشحال بھی تھے اور خوش بھی۔ انھیں ہر طرح کا سکون اور اطمینان حاصل تھا۔ پھر برصغیر کے مسلمانوں کی آزادی کی تحریک اور قائداعظمؒ کی ولولہ انگیز قیادت نے ہمیں ایک نیا اور آزاد اسلامی ملک پاکستان کی شکل میں دیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد جب برصغیر کے مسلمان ہجرت کر کے پاکستان آنے شروع ہوئے تو ان کے ساتھ بانٹوا کے میمنوں کی اکثریت نے بھی پاکستان ہجرت کی۔ ان کے ساتھ کاٹھیاواڑ کے دوسرے چھوٹے چھوٹے شہروں کے میمن بھی پاکستان چلے آئے اور ان سب نے بلکہ اکثریت نے اپنے مستقل قیام کے لئے کراچی کو منتخب کیا جو اس وقت ملک کا دارالحکومت تھا۔ ان لوگوں نے کراچی آکر دوسرے شہروں کے میمنوں کے ساتھ ایک پرجوش سرگرم، فعال اور متحرک زندگی گزارنی شروع کر دی۔ بانٹوا کے میمنوں نے کاٹھیاواڑ کے دوسرے علاقوں کے میمنوں کے ساتھ مل کر ملک کی تعمیر و ترقی اور استحکام کے لئے بہت جدوجہد کی۔

کاٹھیاواڑ کے مختلف دیہات، شہروں اور قصبوں کے میمن آج بھی اپنے اصل علاقوں اور شہروں کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں یہ اپنے ناموں کے ساتھ ان علاقوں اور شہروں کے نام لگاتے ہیں اور یہ علاقے ان کی امتیازی پہچان بنے ہوئے ہیں۔ بانٹوا میمن وہ میمن ہیں جنھوں نے بانٹوا شہر سے ہجرت کی تھی۔ کراچی میں آباد میمنوں میں بانٹوا کے میمنوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ان میں مختلف پیشہ ور لوگ شامل ہیں۔ کوئی بزنس مین ہے تو کوئی صنعت کار ہے۔ کوئی تعلیمی ماہر ہے تو کوئی سائنس داں۔ کوئی سماجی ورکر ہے تو کوئی رہنما (لیڈر)، کوئی سیاست داں ہے تو کوئی پروفیشنل، غرض مختلف شعبوں کے لوگ بانٹوا میمن برادری میں شامل ہیں اور یہ برادری ہر پیشہ کے افراد پر مشتمل ہے۔

گزشتہ نصف صدی سے بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی بانٹوا میمن برادری کی خدمت میں سرگرمِ عمل ہے۔ سماجی اور معاشرتی میدانوں میں اس جماعت نے سب سے زیادہ خدمت انجام دیں اور خاصے وسیع پیمانے پر کام کر رہی ہے۔ دوسری رفاہی اور سماجی تنظیموں میں اس کا رتبہ سب سے بلند ہے۔ اس جماعت کا نصب العین یہ ہے کہ بانٹوا میمن برادری کی خدمت کی جائے۔ برادری کے کمزور اور پسماندہ لوگوں کو رہائش کی سہولت فراہم کی جائے۔ غریبوں کی مالی مدد کی جائے۔ مستحق اور غریب طلبہ و طالبات کو تعلیمی وظائف دیے جائیں تاکہ وہ حسب خواہش اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔ اس کے علاوہ جماعت کا مشن یہ بھی ہے کہ گھریلو تنازعات کے فیصلے کرائے جائیں۔ جماعت چاہتی ہے کہ سماج اور معاشرے سے برائیوں کے مکمل خاتمے کے لئے سماجی اصلاحات نافذ کی جائیں۔ افرادی قوت کو جمع کر کے ان کی بھلائی اور خوشحالی کے لئے

منصوبے بنائے جائیں۔ ان کی صحیح رہنمائی کی جائے۔ جماعت کی خواہش ہے کہ برادری کے بھی لوگوں کا معیارِ زندگی بلند ہو۔ وہ ترقی کرکے ان لوگوں کی صف میں شامل ہو جائیں جن پر معاشرہ فخر کرتا ہے۔ جماعت کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ برادری سے تمام غیر ضروری اسلامی اور غلط رسومات کو ختم کردیا جائے۔ اس سلسلے میں جماعت کا اپنا ترجمان رسالہ ''میمن سماج'' پابندی سے شائع ہوتا ہے جس میں برادری کی سماجی اور فلاحی خبریں شامل ہوتی ہیں۔

بانٹوا کے تاجروں کی ہند بھر میں شاخیں : بانٹوا میں زیادہ تر فیملیاں بچوں اور خواتین پر مشتمل ہوا کرتی تھیں کیونکہ ان گھرانوں کے سربراہ (مرد) اپنا زیادہ وقت دوسرے شہروں میں گزارتے تھے۔ وہ اس شہر کے دولت مند گھرانوں کی تجارتی شاخوں میں ملازمت کرتے تھے جو ہندوستان بھر کے شہروں میں پھیلی ہوئی تھیں مگر یہ بھی ملازم دو سے تین ماہ کی چھٹی پر گھر آتے تھے اور اپنے بال بچوں اور دیگر اہلِ خانہ کے ساتھ وقت گزارتے تھے۔

بانٹوا میں خلافت تحریک کا آغاز : جب ہندوستان بھر میں تحریکِ خلافت کی ابتداء ہوئی تو بانٹوا میں بھی تحریکِ خلافت کا آغاز ہوگیا اور 11 اکتوبر 1922ء کو وہاں خلافت کمیٹی کا قیام عمل میں آگیا۔ 30 نومبر 1922ء کو بخاری روڈ پر خلافت کمیٹی کے پرچم تلے ایک عوامی جلسہ منعقد کیا گیا اور جناب ولی محمد سیٹھ اس کے صدر منتخب کرلیے گئے۔ جناب حبیب ابراہیم سنوہرا والا اس کے سیکریٹری اور جناب ہاشم ابراہیم اس کمیٹی کے خزانچی منتخب ہوئے۔ اس جلسے میں ایک اپیل بھی کی گئی کہ خلافت تحریک کے لیے زیادہ سے زیادہ فنڈ جمع کیے جائیں جس کے جواب میں اہلِ بانٹوا نے بڑے جوش و خروش کا مظاہرہ کیا اور خوب فنڈ جمع کیے۔ اس موقع پر بانٹوا کے لوگوں نے اپنی بیش قیمت چیزیں سونے چاندی کے زیورات، انگوٹھیاں، گھڑیاں اور نقد رقوم کے عطیات دیے اور اس طرح خلافت تحریک کے لیے اپنی محبت کا دل کھول کر اظہار کیا۔

سقوط بانٹوا کے درد انگیز حالات : پھر برصغیر سے انگریز واپس جانے لگا تو اس نے اس خطے کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں کبھی ختم نہ ہونے والی نفرتوں کی بنیاد ڈال دی۔ اس کے بعد مسلمانوں کی پاکستان ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا۔ میمنوں نے بھی اپنی آبائی سرزمین کو بوجھل دل کے ساتھ چھوڑ دیا اور پاکستان چلے آئے۔ بانٹوا اور قرب و جوار کے علاقوں پر ہندو لٹیروں نے حملے کیے اور خوب لوٹ مار کی یہاں تک کہ اس حسین نگری کو کھنڈر بنا دیا۔ میمن بڑی مشکل سے اپنی جانیں بچا کر وہاں سے نکلے۔ اس دوران بھارتی فوج نے اس علاقے پر قبضہ کرلیا اور اسے اپنے ملک میں شامل کرنے کا اعلان کردیا۔ یہ تھا اس بانٹوا کا اختتام، کبھی جس کی راتیں بھی سہانی ہوتی تھیں اور دن بھی فرحت انگیز۔ جہاں تک جوناگڑھ اور مانا ودر اسٹیٹ کا تعلق تھا تو انڈین گورنمنٹ نے کتیانہ اور بانٹوا کے شہروں پر زبردستی قبضہ کرلیا تھا جہاں کی 90 فیصد آبادی مسلمان تھی۔ اس کے بعد 9 نومبر 1947ء کو انڈین افواج نے ریاست جوناگڑھ پر بھی قبضہ کرلیا۔ بانٹوا پر قبضے کے فوراً بعد اس شہر میں رات کا کرفیو نافذ کردیا گیا۔ اس دوران مزید انڈین افواج وہاں آتی رہیں تاکہ قبضے کو مستحکم کیا جاسکے۔ مسلمانوں پر پابندی عائد کردی گئی کہ وہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر گائے کی قربانی نہیں کرسکتے۔ اس کے علاوہ عیدگاہ میں نمازِ عید ادا کرنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی تھی۔

سقوط جوناگڑھ کا المیہ : 9 نومبر 1947ء کو جوناگڑھ پر بھارتی افواج نے غاصبانہ قبضہ کیا تھا مگر اس یلغار سے دو روز پہلے 7 نومبر 1947ء کو آٹھویں سکھ رجمنٹ کتیانہ پہنچ گئی تھی۔ 8 نومبر 1947ء کو اس فوج کی مدد کے لئے مزید فوج آگئی جس میں 50 جیپیں اور 40 ٹرک بھی شامل تھے۔ یہ کتیانہ پر قبضے کی تیاریاں تھیں جو ریاست جوناگڑھ کا حصہ تھا۔ کتیانہ کے چند باہمت اور جری مسلمانوں نے فوجی یلغار کے

خلاف مزاحمت کی کوشش کی مگر تربیت یافتہ اور منظم فوج کے سامنے ان کی کیا چل سکتی تھی۔ اس دوران کتیانہ کے کئی مسلمان شہید ہو گئے اور اس طرح انہوں نے اپنی سرزمین کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں۔

سقوط کتیانہ کا المیہ : 10 نومبر 1947ء کو کتیانہ کی مسلم آبادی پر ریاستی حکومت کی فوج کے حملے اور عہدے داروں نے دھاوا بول دیا۔ وہ گھروں میں زبردستی داخل ہو گئے اور خوب لوٹ مار کی۔ انہوں نے نقدی، زیورات، قیمتی ملبوسات وغیرہ لوٹ لیے۔ اس دوران معصوم شہریوں کو زدوکوب بھی کیا گیا۔ بے شمار لوگ زخمی ہو گئے۔ دکانوں کو لوٹنے کے بعد ان میں آگ لگا دی گئی اور یہ سب کچھ انڈین آرمی کی موجودگی میں ہوتا رہا۔ اس دوران بانٹوا شہر میں خوف و دہشت اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ بانٹوا کے رہنے والے اس بات کو سمجھ چکے تھے کہ لٹیروں کا اگلا ہدف وہ ہوں گے۔ اس وقت کے انڈین وزیر داخلہ ولبھ بھائی پٹیل اور دوسروں نے آگ لگانے اور نفرتیں بھڑکانے والی تقریریں کیں۔ 13 نومبر 1947ء کو ان لوگوں نے جوناگڑھ میں ایک عوامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف بالعموم اور بانٹوا کی میمن برادری کے خلاف بالخصوص خوب زہر اگلا۔ ظاہر ہے بانٹوا شہر کے لوگوں نے مسلم لیگ پریس فنڈ کے لئے اس وقت دل کھول کر عطیات دیے جب قائداعظم نے 1940ء میں اس شہر کا دورہ کیا تھا۔ انہیں اس کا غصہ تھا اس لیے انہوں نے مسلمانوں کو خوب ستایا۔

بانٹوا کا تحریک پاکستان میں اہم کردار : بانٹوا کی میمن برادری نے تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں بھرپور ساتھ بھی دیا تھا اور مالی تعاون بھی کیا تھا۔ 24 جنوری 1940ء کو جب قائداعظم پریس فنڈز کے سلسلے میں بانٹوا تشریف لائے تو اہل بانٹوا نے ان کا ایسا شاندار خیر مقدم کیا کہ لوگ حیران ہو گئے۔ قائداعظم کو 12 توپوں کی سلامی دی گئی تھی۔ سارا شہر دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ لوگوں میں ایسا جوش و خروش بانٹوا نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اہل بانٹوا نے اپنے قائد کو اپنی بھرپور اور مکمل حمایت کا یقین دلایا اور قائداعظم پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ بانٹوا کے مخیر سیٹھوں نے خطیر رقوم کا عطیہ پیش کیا تھا۔ اس طرح بانٹوا سے تعلق رکھنے والے میمن اکابرین نے پہلے تحریک پاکستان اور بعد میں استحکام پاکستان اور اس کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

ملک کی تجارت و صنعت اور تعمیر و ترقی میں کردار : میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کے لوگ ہمیشہ مذہب اور بزرگان دین سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ یہ دنیا کے جس گوشے میں بھی گئے وہاں پہلے مساجد اور مدارس قائم کئے اور اس کے بعد تجارت کو فروغ دیا۔ تحریک پاکستان میں میمنوں نے جس سرگرمی سے کام کیا، اس کی مثال تاریخ میں زندہ رہے گی۔ بانٹوا میمن تاجروں نے جس فراخ دلی کے ساتھ مالی عطیات دیے اس کا اعتراف قائداعظم محمد علی جناحؒ نے دورہ کاٹھیاواڑ میں اپنی تقاریر میں جگہ جگہ کیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد بانٹوا کے میمنوں نے پاکستان ہجرت کی اور کراچی اور حیدرآباد میں سکونت اختیار کی اور ملکی اقتصادی ترقی اور تعمیر پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ بلاشبہ اس بات کا سارا کریڈٹ میمن، گجراتی اور خصوصاً بانٹوا کے میمن تاجروں کو جاتا ہے۔ ہماری بانٹوا میمن برادری نے عوامی خدمت اور انسانی فلاح و بہبود کے میدانوں میں صدیوں سے اپنا نام روشن کر رکھا ہے۔ اسکول، کالج، اسپتال، زچہ خانے، انڈسٹریل ہوم، ڈسپنسریاں، دارالاطفال، کمیونٹی سینٹرز، بانٹوا میمن جماعت خانہ اور بانٹوا میمن کمپیوٹر سینٹر بھی کچھ اس برادری نے قائم کیے ہیں۔ علاوہ ازیں یتیموں، بیواؤں، پسماندہ، ناداروں کی کفالت، بے روزگاروں کی مدد، غریب اور ضرورت مند طالب علموں کو اسکالرشپ، بغیر چھت کے خاندانوں کی آبادکاری وغیرہ شامل ہے۔ بانٹوا میمن برادری نے اپنی برادری کی ترقی اور خوشحالی کے ساتھ ساتھ ملک کی ترقی اور اقتصادیات میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

پانچی بولی میں

گجراتی کلام : یعقوب گلریا (مرحوم)

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

دھندو تھی ویو توجو مندو
ان سے جیو تھی ویو تو جو اندھو

سجدے متھے کر توں سجدو
توں آکھیں اللہ جو بندو

ناڑاں توجا کاڑا میلا
کاڑو آئے توجو دھندو

جہنیں جو توں مالک نہ وئیں
کم کرے ویو تو جو ڈنڈو

ہمیش توجو بھاڑ اپارم
موڑیوں نہ ککے تو جو کندھو

مفت جو مال کھیوں دے تاں
کر توں چارے کور سے چندو

لوکڑو توجا اجلا اجلا
من آئے تو جو ایکدم گندو

چھتر پٹڑی چھڈی ڈے نا تاں
پٹو گلے میں توجے پھندو

سمجھی وچاری ویلو کر توں
ماں کرج توں کھوٹ جو دھندو

آئیں شاعری کرنا رہیاں نے
ان میں تھی ویو کھیں جو تھندو

یعقوب ناڑتوں پچ کرکٹ جی
تو سنبھال توجو گلی ڈنڈو

دھندو تھی ویو توجو مندو
رم توں ہمیش گلی ڈنڈو

چمکتے و دمکتے دانتوں کی حفاظت کیجئے

دانتوں کی صفائی کے اصول اپنایئے

ڈاکٹر سکندر جانگڑا، ماہر امراض ڈینٹل سرجن

سفید موتیوں جیسے دانت جب چمکتے دمکتے نظر آتے ہیں، تو چہرے کی دلآویزی اور اچھی صحت نمایاں ہو جاتی ہے۔ یہ ہماری شخصیت کے حُسن کو دوبالا کر کے اسے سحر انگیز بنا دیتے ہیں۔ صحت کے تقاضے پورے کرنے کے لیے دانتوں کی حفاظت بھی بہت ضروری ہے۔ جو کچھ ہم دن بھر میں کھاتے پیتے ہیں، اس کا راستہ منہ سے گزرتا ہے۔ دانتوں کی صحت اسی لیے بہت خاص ہے کیوں کہ منہ میں ایسے بیکٹیریا موجود ہوتے ہیں، جو غذا سے ریزے لے کر دانتوں پر چپک کر Plaque بناتے ہیں۔ کھانے میں موجود کاربوہائیڈریٹ ایسڈ میں بدل جاتے ہیں، جو دانتوں کی حفاظتی تہہ کو نقصان پہنچاتے ہیں، جیسے سگریٹ، کولڈ میٹھی چیزیں۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی ہے یہ حفاظتی تہہ (enamel) کمزور ہو جاتی ہے اور دانت پیلے پیلے ہوتے ہیں اور پھر تکلیف دینے لگتے ہیں۔

دانتوں کی صحت وصفائی کے لیے دن میں دو دفعہ برش ضرور کریں۔ برش کرنے کا دورانیہ 3 منٹ تک ہو، پھر اچھی طرح پانی سے کلی کریں، تاکہ کھانے کے ذرے صاف ہو جائیں۔ سال میں ایک بار ڈینٹسٹ سے چیک کروائیں۔ ان تمام باتوں کے ساتھ ایسی چیزوں سے بھی آگاہ رہیں، جو دانتوں کی صحت میں رکاوٹ بن کر انہیں نقصان پہنچاتی ہیں۔

میٹھے کھانے: میٹھے کھانے دانتوں پر چپک کر ایسڈ بناتے ہیں، جو دانتوں کی حفاظتی تہہ کو نقصان پہنچا کر دانتوں میں موجود کیلشیم ختم کرتے ہیں اور ان میں کیڑا لگنے کا سبب بن سکتے ہیں، یعنی دانت کمزور ہو جاتے ہیں اور ان میں سوراخ ہو جاتا ہے، جو تکلیف کا باعث بھی بن جاتا ہے۔ اس

لیے خصوصاً میٹھا کھانے کے بعد باقاعدگی سے برش کریں اور ماؤتھ واش استعمال کریں۔

کاربونیٹیڈ ڈرنک : انرجی ڈرنک یوں تو فوری طاقت اور توانائی فراہم کرتی ہے، لیکن اس میں موجود کیفین اور ایسڈ دانتوں کو کمزور کر کے گلا دیتے ہیں۔ اگر دانت کی ہڈی کو ڈرنک میں ڈبو دیں اور دوسرے دانت کو سادے پانی میں، تو ڈرنک والی ہڈی جلد ہی بھربھری اور بوسیدہ ہو کر ٹوٹ جائے گی، یہی عمل منہ کے اندر دانتوں میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اگر ایک دفعہ دانت متاثر ہو جائیں، تو یہ دانتوں میں کیڑے کی پیداوار کو بڑھا دیتے ہیں اور دانت کھوکھلے ہو کر رہ جاتے ہیں۔

کھانے کے داغ : کچھ کھانے دانتوں پر داغ چھوڑ جاتے ہیں، جیسے چائے اور کافی، اسی طرح الکوحل اور سگریٹ۔ پان سے پیدا ہونے والے داغ بد نما لگتے ہیں اور منہ سے ناگوار بو بھی آنے لگتی ہے۔ اس سے مسوڑوں میں تکلیف شروع ہو جاتی ہے، جیسے گرم ٹھنڈا لگنا، درد ہونا یا دانتوں کا قبل از وقت گر جانا۔ سگریٹ، پان اور تمباکو کینسر کا سبب بھی بن سکتا ہے، اس لیے احتیاط لازمی ہے۔

جنک فوڈز : فرائیڈ کھانے، برگر، چپس، بن کباب، سموسے، رول، تیل کی چکنائی دانتوں کی سطح پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر برش کر کے اسے بروقت صاف نہ کیا جائے تو یہ دانتوں میں کیڑا لگنے کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ کھانے کے بعد تین دفعہ کلی کر کے منہ صاف کر لیا جائے۔

بلڈ شوگر کا بڑھ جانا : اگر آپ مستقل بلڈ شوگر لیول کے بڑھ جانے کا شکار ہیں اور منہ میں انفیکشن بھی ہو رہا ہے تو آپ صحت مند غذا کا انتخاب کریں۔ اپنے وزن کو کنٹرول کریں۔ دانتوں کی صفائی اور صحت کا خیال رکھیں۔

آسٹیو پروسس : خواتین میں گزرتی عمر کے ساتھ ہڈیوں کی کمزوری کے ساتھ دانتوں کی صحت بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں اپنے ڈاکٹر سے رابطہ رکھنا بہتر ہے۔

ناگوار بو : روزانہ ڈرنک کا استعمال، کافی کی زیادتی، پان چھالیہ، تمباکو، سگریٹ کا متواتر استعمال ایسی عادتیں ہیں جو سانس میں ناگوار بو پیدا کرتی ہیں۔ جب ہم دوسرے سے بات کرتے ہیں، تو اس ناگوار بو سے دوسرے پریشان ہو جاتے ہیں، اس سے نجات کے لیے دن میں دو دفعہ برش کریں۔ ماؤتھ واش سے کلی کریں۔ گرم پانی میں نمک ڈال کر کلی کرنے سے یہ مسئلہ کافی حد تک حل ہو سکتا ہے۔ احتیاط نہیں کریں گے تو مسوڑھوں پر سوجن اور ورم ہو سکتا ہے۔ احتیاط اور دانتوں کی حفاظت کے اصولوں کو اپنانا ہوگا۔

مسوڑھوں کی سوجن (ورم) : مسوڑھوں کی سوجن (ورم لثہ) انگریزی میں جنجی وائٹس (GINGIVITIS) کہلاتی ہے۔ ان دنوں یہ شکایت بہت عام ہے۔ اس مرض کی ایک اہم وجہ دانتوں کی صفائی سے غفلت خاص طور پر کھانے کے بعد ان میں پھنسے ہوئے غذائی ذرات گوشت کے ریشوں وغیرہ کا صاف نہ کرنا ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے مسوڑھوں اور دانتوں پر ایک لعابی (پلاک) بن جاتی ہے جس میں جراثیم پھلتے پھولتے ہیں۔ یہ جراثیم مسوڑھوں کے نازک ریشوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ زہریلی دواؤں مثلاً پارے وغیرہ کا استعمال، حیاتین ج (وٹامن سی) کی کمی، ذیابیطس، حمل اور کمزور کرنے والے امراض مثلاً دق دسل وغیرہ بھی اس شکایت کے اسباب ہوتے ہیں۔ ان دنوں مغربی دنیا اور دیگر تمام مغرب زدہ بے راہ رو معاشروں میں منہ کے ذریعے سے جنسی تسکین کی وجہ سے بھی یہ شکایت عام ہو رہی ہے۔ اس کی ایک خاص علامت منہ سے سڑی ہوئی بند گوبھی جیسی بدبو کا اخراج ہے۔

ورم لثہ کی شکایت میں درد ہوتا ہے۔ چہرہ بھی متورم نظر آتا ہے۔ روٹی وغیرہ چبانے سے تکلیف ہوتی ہے۔ مسوڑھوں سے خون آتا ہے اور منھ سے بدبو کے بھبکے اٹھتے ہیں۔ علاج نہ کروانے کی صورت میں دانتوں کی جڑیں کمزور ہوجاتی ہیں اور وہ گرنے لگتے ہیں۔ اگر کسی دانت کے کمزور ہونے کی وجہ سے یہ تکلیف ہو اور وہ دانت جڑ چھوڑ چکا ہو تو اسے نکلوا دینا چاہیے۔ بچوں میں دانت نکلنے کی وجہ سے یہ تکلیف ہو تو شہد میں تھوڑا سا نمک ملا کر مسوڑھوں پر ملنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ ببول کی چھال، آم اور نیم کی چھال کو جوش دے کر نیم گرم پانی سے کلیاں کرنا مفید ہوتا ہے۔ یو کلپٹس یعنی سفیدے کے درخت اور چنبیلی کے علاوہ سرس کے پتوں کو جوش دے کر اس پانی سے کلیاں بھی مفید ہوتی ہیں۔ پنڈی، کراچی میں یہ پتے آسانی سے مل جاتے ہیں۔

بانٹوا میمن برادری کے ذہین اور ہونہار حافظ قرآن

علی محمد اشفاق عبدالستار بالاگام والا

Hafiz Ali Mushtaq

بانٹوا میمن برادری کے ایک ذہین اور باصلاحیت طالب علم عزیزم علی محمد اشفاق عبدالستار بالاگام والا نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی ہے جو قابل مبارک باد ہیں۔ علی اشفاق نے کم عمری میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کرکے اپنا، والدین، اساتذہ کرام اور بانٹوا میمن برادری کا نام روشن کیا ہے۔ علی محمد اشفاق اپنی اسکول کی تعلیم بیکن ہاؤس اسکول سسٹم سے حاصل کی ہے۔ حافظ قرآن مجید کی تعلیم "مدرسہ خالد بن ولید" بہادرآباد سے حاصل کی۔

عزیزم علی محمد اشفاق کا کہنا ہے کہ میرے دینی اور علمی سفر میں جہاں اللہ تعالیٰ کی مدد، میری محنت اور استادوں کی خصوصی توجہ اور رہنمائی شامل ہے، وہاں میرے والدین یعنی والد محترم جناب محمد اشفاق، والدہ محترمہ حور بانو اشفاق، میری بہن آنسہ حاجرہ اشفاق کی بھرپور معاونت رہی انہوں نے ہر قدم پر میری رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی۔

اس کے علاوہ میرے بزرگوں، جن میں میری پیاری دادی خیر النساء عبدالستار اور میرے نانا جان جناب محمد اقبال جاگڑا اور محترمہ فریدہ اقبال نے اپنی دعاؤں اور شفقت سے میرا ساتھ دیا۔ اب میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قرآن پاک کو میرے دل کا نور اور زندگی کی بہار بنادے اور اس کے احکامات اور تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

بانٹوا میمن جماعت کم عمر حافظ قرآن عزیزم علی محمد اشفاق بالاگام والا کو ان کے والدین اور ان کے اساتذہ کرام کو دلی مبارک باد پیش کرتی ہے۔

کورونا وائرس کا مقابلہ قومی عزم اور ھمت سے ممکن ھے

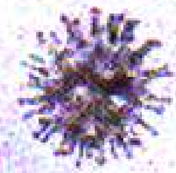

نوول کورونا وائرس

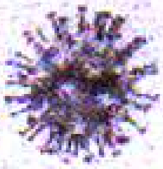

خود کو اور دوسروں کو بچانے کے لئے چند تدابیر

☆ بخار، کھانسی اور سانس لینے میں دشواری کی صورت میں ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

☆ کھانسنے یا چھینکنے کے دوران ناک منہ کو ٹشو یا کسی کپڑے سے ڈھانپ کر رکھیں۔

☆ استعمال کے بعد ٹشو کو مناسب طریقے سے ضائع کریں۔

☆ ہاتھوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔

☆ اگر کسی کو نزلہ، زکام ہے تو دوسرے لوگوں سے کم از کم ایک میٹر کے فاصلے پر رہیں۔

☆ گندے ہاتھوں سے آنکھ، ناک یا منہ کو مت چھوئیں۔

☆ اپنی حفاظت کے لئے فیس ماسک استعمال کیا جاسکتا ہے۔

☆ صحیح طریقے سے پکے ہوئے انڈے، مرغی، مچھلی، گوشت سے بیماری پھیلنے کا خدشہ نہیں ہے۔

لہذا ملک کے ہر شہری اور برادری کو عدم سنجیدگی اور لاپرواہی کو قطعی ترک کر کے بلا تاخیر تمام احتیاطی تدابیر کو قومی فریضہ سمجھتے ہوئے پورے اہتمام سے اختیار اور عمل کرنا چاہیے۔

اگر ہم سب عمل نہیں کریں گے تو قومی یکجہتی کی حقیقی اور پائیدار فضا کا فروغ پانا محال ہوگا۔ اس موذی مرض سے بچنا مشکل ہوگا۔

آیئے ہم اس کورونا وائرس کے خاتمے کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کریں۔

سمجھدار اور عقلمند لڑکیاں (بچیاں) شادی کے بعد اپنے سسرال کو دل سے اپنا گھر اور ساس سسر کو اپنا والدین تسلیم کر لیتی ہیں

عورت تمام زندگی نسل انسانی کی آبیاری کرتی ہے

''ایک کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے''

تحریر: محترمہ سمیرا محمد حنیف موتا، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ

جب کسی گھر میں بچی پیدا ہوتی ہے تو اس پر بعض مرد اور بعض حالات میں عورتیں بھی اپنی ناراضی کا اظہار کرتی ہیں لیکن بعض نیک دل لوگ لڑکی کو اللہ تعالیٰ کا بہترین عطیہ سمجھ کر دل و جان سے اس پر اپنی محبت نچھاور کرتے اور اس کی پرورش کرتے ہیں۔ لڑکی اگر خوب صورت، ہنس مکھ اور باصلاحیت ہو تو گھر کا ہر فرد یہاں تک کہ رشتہ دار بھی اسے پسند کرتے اور اس پر جان دیتے ہیں اور اس کی پیاری پیاری باتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

لڑکی جب تعلیم کے مرحلے سے گزر رہی ہوتی ہے، عقل مند مائیں اس وقت اپنی بیٹی کی تربیت ان خطوط پر کرتی ہیں کہ وہ مستقبل میں اپنے فرائض انجام دینے میں کامیاب ہو سکے۔ جب لڑکی اسکول اور کالج کی تعلیم مکمل کر لیتی ہے تو اسے اپنی زندگی کے سب سے بڑے امتحان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لیے شوہر تلاش کیا جاتا ہے اور وہ محبت کرنے والے بھائیوں، جان چھڑکنے والے باپ اور پیار کرنے والی ماں کو چھوڑ کر پیا کے دیس چلی جاتی ہے۔ یہ لڑکی کی اس تربیت کی سب سے بڑی جانچ ہوتی ہے، جو وہ اپنے میکے میں حاصل کرتی رہی ہے، کیوں کہ شوہر کے گھر میں اس کا واسطہ قطعی اجنبی اور نامانوس ماحول سے پڑتا ہے، جس میں بہر حال اسے رچنا بسنا پڑتا

ہے۔

اس کے بعد ان نئے سسرالی رشتے داروں کا نمبر آتا ہے جن سے ہوش مندی سے نباہ کیے بغیر لڑکی کسی قسم کے سکھ کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔ ان رشتے داروں میں ساس، سسر، نندیں اور دیوروں کے علاوہ دیگر قریبی رشتے دار بھی شامل ہوتے ہیں۔ ان تمام رشتوں میں سب سے اہم رشتہ اس کا شریک زندگی ہوتا ہے۔ عورت کا امتحان اس کی شادی کے روز اول سے شروع ہو جاتا ہے۔ ایک ساتھ بہت سی نگراں آنکھیں اس کے ہر عمل کو جانچ رہی ہوتی ہیں۔ سمجھدار لڑکیاں اپنی سسرال میں پھونک پھونک کے قدم رکھتی ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ ان کی آئندہ کی پوری زندگی کا انحصار ان کے سسرالی رشتے داروں کی جانب سے پسندیدگی کی سند جاری کرنے پر ہے۔

اگر لڑکی عقل مند اور سمجھداری سے کام لے تو یہ مرحلہ اتنا مشکل بھی نہیں ہوتا اگر وہ حقیقت پسند ہے تو یہ کام اور بھی سہل ہو جاتا ہے۔ جو لڑکیاں شادی کے بعد اپنی سسرال کو دل سے اپنا گھر اور ساس سسر کو اپنے والدین تسلیم کر لیتی ہیں، ان کے لئے کوئی مسئلہ ہی باقی نہیں رہتا، کیوں کہ یہ قدرت کا قانون ہے کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے۔ اگر لڑکی اپنی ساس اور سسر سے ماں اور باپ جیسی محبت کرے گی اور ان کو وہی احترام دے گی جو وہ اپنے والدین کو دیتی آئی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ جواب میں اسے بھی محبت حاصل نہ ہو اور اسے بھی اولاد والی اہمیت نہ دی جائے۔ یہی معاملہ دیوروں اور نندوں کا ہے۔ اگر انہیں وہ اپنے بھائی بہنوں جیسی شفقت اور پیار دے گی تو وہ بھی اپنی بھابی سے اسی نوعیت کا رویہ رکھیں گے اور اسے پسند کریں گے۔

شادی کے بعد لڑکیوں کو اپنے گھر اور گھر والوں پر سسرال اور سسرالی رشتہ داروں کو فوقیت دینی پڑتی ہے۔ اگر کوئی لڑکی ایسا نہیں کرتی اور ہر معاملے میں اپنی والدہ یا بہنوں کے مشوروں کو اہمیت دیتی ہے تو یہیں سے اس کی زندگی کی پہلی چنگاری جنم لیتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اچھا خاصا ہنستا بستا گھر سوگوار ہو جاتا ہے۔ کسی بھی لڑکی کی شادی کے بعد اس کی سب سے بڑی ذمہ داری اپنے شوہر کو ہر ممکنہ آرام پہنچانا اور اس کی ضرورتوں کا خیال رکھنا ہے۔ شادی کے بعد فریقین کو آپس میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے خود کو کچھ نہ کچھ بدلنا پڑتا ہے، ایسا کیے بغیر آپس میں تناؤ اور رنجش کی ایک نادیدہ فضا پیدا ہو جاتی ہے جو آگے چل کر نہایت اندوہناک نتائج کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

اگر فریقین اس حقیقت کو دل سے تسلیم کر لیں کہ انہیں ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھنا چاہیے تو زندگی اپنے تمام حسین رنگوں کے ساتھ اس گھر کو جگمگا دیتی ہے۔ شوہر کے مقابلے میں بیوی کو اس حوالے سے زیادہ قربانی دینی پڑتی ہے۔ اسے پورے طور پر اپنے شوہر کے مزاج میں ڈھلنا پڑتا ہے۔ اب اس کی پسند اور ناپسند وہی ہوتی ہے جو اس کے شوہر کی ہوتی ہے۔ بیوی کو اپنے شوہر کے مزاج سے اس درجے واقفیت حاصل کرنی پڑتی ہے کہ وہ شوہر کے چہرے کی لکیروں اور اس کی آنکھوں کے بدلتے رنگوں سے جان لے کہ اس کا شوہر کیا چاہتا ہے۔ جب ایسا ہو جائے تو پھر بیوی کا نہ صرف مستقبل محفوظ ہو جاتا ہے بلکہ اسے اپنے شوہر کی پوری توجہ اور محبت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

اس کے برعکس سخت رویے کا مظاہرہ کرنے والی لڑکیوں کے ساتھ جو ہوتا ہے وہ سب جانتے ہیں۔ ان کی اچھی خاصی گھریلو زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ ایک سمجھدار بیوی جانتی ہے کہ اس کے شوہر کے علاوہ گھر میں اس کی ایک ساس، سسر، دیور اور نندیں بھی ہیں۔ اسے شوہر کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے ساتھ ان رشتوں کا بھی احترام کرنا ہوتا ہے اور ان کی مرضی کے مطابق ان کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ وہ انہیں اسی نوعیت کا آرام پہنچانے کی کوشش کرتی ہے جیسا کہ وہ اپنے والدین کو پہنچاتی آئی ہے۔ جب وہ پوری نیک نیتی اور اخلاص سے اپنی ساس اور سسر کا اپنے ماں باپ

کی طرح خیال رکھتی ہے تو پھر وہ بھی اسے اپنی بیٹی ماننے میں زیادہ دیر نہیں لگاتے۔

ایک معروف مقولہ ہے کہ "محبت فاتح عالم ہے" اگر لڑکی اس مقولے پر عمل کرے تو ممکن ہی نہیں ہے کہ جواب میں اسے بھی محبت اور احترام نہ ملے۔ وہ چاہے دیور ہوں یا نندیں اگر وہ غیر شادی شدہ ہیں تو لڑکی کو چاہیے کہ وہ ان کا اسی طرح خیال رکھے جیسے وہ اپنے بھائیوں اور بہنوں کا رکھتی تھی، اگر وہ بڑی بہو ہے تو اسے اپنے دیوروں کے مسائل حل کرنے میں ان کی مدد (سپورٹ) کرنی چاہیے۔ اگر گھر کے اخراجات میں ان کی آمدنی کا کچھ حصہ شامل ہو تو سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے ان کی پسند ناپسند کے علاوہ ان کی ضروریات کا خیال بھی رکھنا چاہیے، اگر نندیں غیر شادی شدہ ہوں تو بڑی بہن کی طرح ان کے کپڑوں وغیرہ کا خیال رکھے۔ کسی تقریب میں جا رہی ہو تو موقع و محل کے مناسبت سے کپڑوں اور زیور کے انتخاب میں نندوں کی مدد کرے۔

جب لڑکی ماں بن جاتی ہے تو اس کی ذمہ داریوں میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسے شوہر، ساس سسر، دیوروں اور نندوں کے ساتھ اپنی اولاد کی نگہداشت بھی کرنی پڑتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ دیگر اہل خانہ جن میں ساس اور نندوں کے علاوہ دیور بھی شامل ہیں، اس فریضہ میں شوق سے اس کا ہاتھ بٹاتے ہیں لیکن بچے کے بعض کام ایسے ہوتے ہیں جنہیں صرف ماں ہی انجام دے سکتی ہے۔ یہ کام چھوٹے چھوٹے سہی لیکن وہ تعداد میں اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ عورت انہیں کرتے کرتے ہلکان ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ گھر کی دیگر معمول کی ذمہ داریاں اپنی جگہ ہوتی ہیں۔

چناں چہ اگر عورت کے کردار پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کی زندگی بہت سے حصوں میں بٹی ہوتی ہے اور اسے ہر حصے پر پوری توجہ دینی پڑتی ہے جس کے باعث اس کا دن، رات کا چین اور آرام جاتا رہتا ہے۔ یہ سب کرنا ہر شادی شدہ لڑکی کا مقدر ہے، اب یہ اس لڑکی پر منحصر ہے کہ وہ ان فرائض کو ہنستے کھیلتے سرانجام دیتی ہے یا انہیں اپنے لیے عذاب جان بنا لیتی ہے۔

ایک عورت اپنی تمام زندگی نسل انسانی کی آبیاری میں مصروف رہتی ہے اور اس کے لئے اسے جو قربانیاں دینی پڑتی ہیں مرد ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ عورت کا سب سے بڑا اثاثہ اس کا صبر اور استقامت ہوتا ہے۔ وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی صبر کا دامن تھامے رکھتی ہے اور پوری لگن اور استقامت سے اپنی ذمہ داری نبھانے کی کوشش کرتی ہے، اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے دوران اس کا واسطہ قسم قسم کے افراد سے پڑتا ہے، لیکن وہ ان افراد کے درمیان عزت اور آبرو کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہے، ظاہر ہے اس میں اسے دکھ اور مصیبتیں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں اور طنز و طعنے بھی نگل دو جاتی ہے کہ اسے اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران اپنی انا کو ایک طرف رکھنا پڑے گا۔

ایک سمجھدار اور گرہستن عورت کی وجہ سے ہی مکان کو گھر کہا جاتا ہے، ورنہ مکان "اینٹ، بجری اور سیمنٹ کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ایک محدود بجٹ کے اندر رہ کر گھر چلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں ایسی سمجھدار اور معاملہ فہم عورتوں کی تعداد میں پچیس فیصد ہی ہوگی جو سسرال کے رشتوں کے تقدس، ان کی عزت، عظمت اور توقیر کا خیال رکھتی ہیں اور مل جل کر زندگی گزارنا جانتی ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ "ایک کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔" ماں کا درجہ باپ سے بلند ہونے کی وجہ بھی عورتوں کی یہی خصوصیات ہیں۔

نوجواں سے خطاب

گجراتی کلام : حبیب جسدنی (مرحوم)
(اصل نام : حبیب جمال)
اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

میری یہ التجا ہے نوجواں سے
ہمیشہ حق کہیں اپنی زباں سے

سدا دل میں اللہ کا خوف رکھیں
ڈریں ہرگز نہ دنیا میں بتاں سے

پہاڑوں کی طرح ڈٹ کر کھڑے ہوں
نہ گھبرائیں جہاں میں امتحاں سے

چلیں تو سب چلیں مل کر ہمیشہ
جدا چلنا نہ ہرگز کارواں سے

کرو خدمت تو ہوگی تم کو راحت
نہ حاصل ہوگی بے خدمت زباں سے

بزرگوں کا ادب لازم ہے تم پر
زمیں والو نہ لڑنا آسماں سے

کرو تو کام کچھ کرکے دکھاؤ
نہیں حاصل تمہیں ہوگا زباں سے

ہے روشن قوم میمن در تواریخ
ہے تعریف آج بھی ہر اک زباں سے

خدایا میمنوں کو رکھ تو آباد
دعا ہے اس حبیب ناتواں سے

پاکستانی ادب 1947 - 2008ء

انتخاب شاعری۔ افسانہ گجراتی

تقسیم ہند کے موقع پر کاٹھیاواڑ کی فیملی کی ایک دلچسپ اور نصیحت آموز مریم کی دکھ بھری کہانی

دکھیاری

گجراتی تحریر : عمر فاضل فاروق (مرحوم)

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

مریم مسلسل روئے چلی جارہی تھی۔ اس کے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ اس کی آواز میں اتنا دکھ، اتنی تکلیف تھی کہ اس کی چیخ وپکار سن کر اطراف کی اور محلے پڑوس کی عورتیں بھی اسے دیکھنے کے لیے دوڑی چلی آئی تھیں۔ مریم کے کمرے میں تاریکی تھی۔ ایک واحد چراغ کب کا بجھ چکا تھا۔ وہ کمرے کے اندھیرے سے ڈر کر نہیں رو رہی تھی بلکہ اپنی روح کے اندھیرے سے خوف زدہ تھی۔ اس کے اندر جو تاریکی پھیل چکی تھی اس نے مریم کو دہشت زدہ کردیا تھا۔ اس کی پڑوسن حوا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا: ”بہن مریم تجھے آخر ہوا کیا ہے؟ کیوں اتنا رو رہی ہے؟ مت رو ورنہ کلیجہ پھٹ جائے گا۔“

”کیا تجھے کسی بیماری نے پریشان کر رکھا ہے؟“ یہ دوسری پڑوسن حنیفہ کی آواز تھی ”تو ہمیں بتا تو سہی، ہم سب مل کر تیری مدد کریں گے۔ تجھے بڑے اسپتال لے جائیں گے۔“

مگر مریم نے حوا کی بات کا جواب دیا اور نہ حنیفہ کے سوال کا۔ دیتی بھی کیسے؟ وہ تو بے ہوش ہوچکی تھی۔ ان خواتین نے مل جل کر کوشش کی۔ مریم کو آوازیں دیں، اس کے چہرے پر پانی کی چھینٹیں ماریں تو مریم نے اپنی آنکھیں کھول دیں مگر ان آنکھوں میں بلا کا کرب تھا، اذیت تھی۔ حوا نے ڈھونڈ ڈھانڈ کر ایک کونے میں رکھی چائے

اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی مادری زبان کو اہمیت اور فوقیت دیتے ہوئے قیام پاکستان 14 اگست 1947ء سے لے کر دسمبر 2008ء تک ملک کے ممتاز شاعروں، ادیبوں، قلمکاروں اور صحافیوں کی چیدہ شاعری اور افسانوں، کہانیوں کو 2009ء میں طباعت سے مزین کیا ہے۔

اس اہم اور قومی نوعیت کے کام کے انتخاب، ترتیب اور تدوین کی ذمہ داری، گجراتی برادری کے سینئر اور نامور قلمکار کھتری عصمت علی پٹیل کے سپرد کی گئی تھی جنھوں نے ایک سال تک شب و روز محنت اور کوششوں سے اس کو پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ مذکورہ یہ کتاب پاکستان کے گجراتی علمی و ادبی حلقوں میں نہایت پسند کی گئی اور مقبولیت بھی حاصل کی اور خصوصاً انڈیا میں اس کتاب کو خوب پذیرائی دی گئی ہے۔ حکومت پاکستان کی کوششوں سے جہاں جہاں گجراتی آباد ہیں یہ کتاب پہنچائی گئی ہے۔ حکومت پاکستان کی یہ کوشش اور کاوش قابل تحسین ہے۔ اس کتاب کی تقریب رونمائی آج پاک، آرٹس کونسل آف پاکستان کراچی اور اکادمی ادبیات پاکستان سندھ کے تعاون سے 26 جولائی 2010ء کو مہمان خصوصی سندھ صوبائی اسمبلی کی ڈپٹی اسپیکر محترمہ شہلا رضا صاحبہ کے دست مبارک سے کی گئی تھی۔

نکالی، وہ تیار کی اور ادرک اور دار چینی ڈالنے کے بعد مریم کو پلائی۔ مریم نے بڑی مشکل سے چند گھونٹ بھرے۔ سردی بہت تھی اس لیے اس کا جسم مسلسل اکڑے جا رہا تھا۔ حنیفہ اور حوا دونوں ہی نے مریم کو چادر اڑھائی اور اس کا جسم دبانے لگیں۔ باقی سب عورتیں وہاں سے جا چکی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد حنیفہ بھی چلی گئی۔ اب اس نیم تاریک کمرے میں صرف حوا اور مریم تھیں۔ مریم اب کافی بہتر لگ رہی تھی۔ حوا بڑے پیار اور محبت سے مریم کو دیکھ رہی تھی۔

''دیکھو مریم! اس طرح تو گھٹ گھٹ کر مر جائے گی۔'' حوا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا'' اپنے دل کا بوجھ کم کر... دل میں بوجھ رکھنے سے دل بیمار ہو جاتا ہے۔ تو بہت کمزور ہو گئی ہے۔ اگر تو نے اپنے آپ کو دکھ اور غم کے بوجھ سے آزاد نہ کیا تو بڑی مشکل ہو جائے گی۔'' پھر اس نے مریم کا سر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا'' مجھے بتا بات کیا ہے؟ وہ کونسا دکھ ہے جو اندر ہی اندر تجھے کھا رہا ہے؟''

''تھوڑا بہت تو تم جانتی ہو۔'' آخر مریم نے سرد آہ بھرتے ہوئے حوا سے کہا'' میں نے اپنے پچھلے ہر دکھ کو برداشت کر لیا تھا مگر اب... اب جو نئے دکھ سامنے آئے ہیں، یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو پا رہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آگے میرا کیا ہوگا۔ اب تو میرا دنیا پر سے اور دنیا کے ہر

رشتے پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے۔ مجھ سے کوئی کام نہیں ہو پا رہا، کیوں کروں اور کس کے لیے کروں؟ بیٹھوں اور بیٹھانیوں نے ساری زندگی جس طرح میری تحقیر کی ہے، وہ بھی جانتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے مگر اب۔" اتنا کہہ کر مریم پھر رونے لگی کہ حوا نے اسے تسلی دی اور ہمدردی سے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"دوسروں کے دیے ہوئے دکھ انسان سہہ لیتا ہے مگر اپنوں کے..." ابھی مریم نے اتنے ہی الفاظ ادا کیے تھے کہ ایک اوباش سا نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے رنگ برنگا لباس پہن رکھا تھا۔ کوٹ کسی رنگ کا، ٹائی کسی رنگ کی، پتلون کسی اور رنگ کی اور آنکھوں پر سیاہ چشمہ۔ وہ فیشن زدہ نوجوان کوئی فلمی ہیرو لگ رہا تھا اور معروف فلم اسٹار ولیپ کمار کی نقالی کرتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ جعفر تھا، مریم کا جوان بیٹا جو ہر وقت فلم اسٹار بنا پھرتا تھا۔ "جعفر!" حوا نے اس سے کہا "تو کہاں تھا؟ جانتا ہے تیری ماں مریم کچھ دیر پہلے بے ہوش ہو گئی تھی۔ ابھی ابھی ہوش میں آئی ہے۔ سارا محلہ جمع تھا یہاں!"

"بے ہوش ہو گئی تھی؟ کیوں؟" جعفر نے ایسے سوال کیا جیسے اس کی ماں نے بے ہوش ہو کر کوئی غلطی یا کوئی ناگوار حرکت کر دی ہو۔

"بیٹا! یہ بہت بیمار ہے۔ اسے ڈاکٹر کو دکھا یا بڑے اسپتال لے جا۔ اسے علاج کی شدید ضرورت ہے۔" حوا نے جعفر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ جعفر نے حوا کی سنی ان سنی کرتے ہوئے گھر کے طاقچے میں رکھی کوئی چیز اٹھائی، شاید کچھ پیسے تھے اور یہ کہتا ہوا باہر چلا گیا "حوا خالہ! اس دنیا میں آنے والے ہر انسان کو واپس جانا ہے۔ اماں کا وقت بھی پورا ہو گیا ہے۔ اب علاج کرانے یا اسپتال لے جانے کا کیا فائدہ... بس اسے اپنا وقت پورا کرنے دے۔" یہ کہتا ہوا جعفر فلمی انداز سے سیٹی بجاتا ہوا گھر سے باہر چلا گیا۔ جعفر کی بات سن کر مریم کے ہونٹوں سے دلدوز آہ نکل گئی۔ "دیکھا حوا تو نے؟ یہ ہیں آج کے جوان بیٹے... کہہ رہا ہے کہ وقت پورا ہو گیا ہے میرا۔"

سردی اور بڑھ گئی تھی۔ اس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنے گھروں میں دبکے بیٹھے تھے۔ پورا محلہ ہی سنسان ہو گیا تھا۔ کہیں سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی، مگر مریم کا ناخلف بیٹا جعفر اس حال میں بھی گھر سے باہر تھا اور اسے یہ فکر نہیں تھی کہ ماں کا کیا ہوگا۔

"اب میں بھی چلوں مریم؟ سردی بہت بڑھ گئی ہے۔" حوا نے کہا تو مریم نے اسے منع کر دیا۔

"نہیں حوا! آج میرے پاس رک جا بلکہ میرے پاس سو جا۔ تیرے ہونے سے مجھے ڈھارس ملے گی اور میں دل کا بوجھ بھی ہلکا کر لوں گی۔" یہ کہہ کر اس نے انگیٹھی میں آگ جلا دی اور دونوں عورتیں اس کے قریب بیٹھ کر ہاتھ تاپنے لگیں۔ مریم کے سامنے اس کے ماضی کے اوراق ایک ایک کرکے کھلتے چلے گئے اور اس نے بولنا شروع کیا: "مجھے امید تھی کہ ایک دن جعفر بڑا ہو کر میرا سہارا بنے گا۔ سبھی ماں باپ کو اپنی اولاد اور خاص کر اپنے بیٹوں سے بڑی امید ہوتی ہے۔ وہ مجھے بھی تھی۔ میرے شوہر کہتے تھے: مریم! دیکھ لینا ایک دن ہمارا جعفر بڑا ہو کر بہت بڑا آدمی بنے گا اور ہمارے سب دکھ درد دور کر دے گا۔" کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی مگر اس نے جلد ہی خود کو سنبھال کر کہا: "میں سناتی ہوں اپنی پوری کہانی۔" اس کے بعد مریم نے حوا کو جو کہانی سنائی اسے سن کر حوا کی آنکھیں پھٹ گئیں اور ان سے مسلسل آنسو بہنے لگے۔ مریم کی کہانی کا خلاصہ ذیل میں دیا جا رہا ہے:

کاٹھیاواڑ کے ایک خوبصورت محلے بھاداپور میں مریم اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھی۔ اس کا شوہر بڑا پیار کرنے والا انسان تھا۔ ان دونوں کو قدرت نے دو بیٹوں اور ایک بیٹی کی دولت سے نوازا تھا۔ بچے بڑے پیارے تھے۔ دونوں میاں بیوی اپنے بچوں کو دیکھ دیکھ کر جیتے تھے اور بچے

ماں باپ کی آنکھوں کے تارے تھے۔ بڑی اچھی اور پرسکون زندگی گزر رہی تھی کہ پھر بٹوارا ہو گیا۔ ہزاروں برس سے ساتھ رہنے والے الگ الگ ہو گئے۔ پاکستان قائم ہوا تو بھارت کے ناراض شہری آپے سے باہر ہو گئے۔ اس موقع پر دہشت گردوں اور لٹیروں نے مسلمانوں کی املاک کو خوب نقصان پہنچایا۔ معصوم لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ پورے کے پورے خاندان موت کی نیند سلا دیے گئے۔ اس فساد نے مریم کے گھر کو بھی نشانہ بنایا جس کی زد میں آ کر اس کا گھر کرچی کرچی ہو کر بکھر گیا۔ مریم کا شوہر، اس کا دوسرا بیٹا اور بیٹی سب شہید کر دیے گئے۔ صرف مریم زندہ بچ سکی یا اس کا بیٹا جعفر۔ مریم دیوانی ہو گئی تھی۔ اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے گھر کو تباہ و برباد ہوتے دیکھا تھا۔ اس کا شوہر، بیٹی اور بیٹا اس کی نظروں کے سامنے موت کی نیند سو گئے تھے۔ شاید مریم اپنے آپ کو وہیں ختم کر لیتی مگر ننھے منے جعفر کے رونے کی آواز نے اس نے اپنے قدم روک لیے اور اس ننھی ذمے داری نے اسے بتا دیا کہ دنیا میں مریم کا کام ابھی ختم نہیں ہوا ہے، بلکہ اسے ایک فرض اور نبھانا ہے۔

غرض اپنے یتیم اور معصوم بچے کو سینے سے لگائے مریم لٹی پٹی حیدر آباد آن پہنچی۔ وہ ایک خوددار اور خاندانی عورت تھی۔ اسے زندگی بھی بسر کرنی تھی اور اپنے بیٹے کی پرورش بھی کرنی تھی مگر پورے وقار اور آبرو مندی کے ساتھ۔ اس نے گھروں میں صفائی ستھرائی کے کام شروع کر دیے۔ اس کے ساتھ اس نے لوگوں کے گھروں کے روزمرہ کے کام بھی اپنے ہاتھ میں لے لیے مگر اس نے نوکری نہیں کی تھی بلکہ یہ سب کام آزادانہ طور پر کرتی تھی یعنی جتنا کام اتنے پیسے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اسے کام چور کہے یا اسے طعنہ دے۔ اس طرح اس نے اپنا اور اپنے بیٹے جعفر کا پیٹ پالنا شروع کر دیا۔ اس کی زندگی میں صرف ایک ہی دلچسپی تھی، جعفر! اسی کے لیے تو وہ سب کچھ کر رہی تھی۔ جعفر نہ ہوتا تو وہ اپنی زندگی سے ناتا کب کا توڑ چکی ہوتی۔ اس کی ایک ہی آرزو تھی کہ کسی طرح جعفر بڑا ہو جائے، پڑھ لکھ جائے۔ وہ اپنے جعفر کی شادی کر کے اس کا گھر آباد کرنا چاہتی تھی اور پوتے پوتیوں کو اپنی گود میں کھلانا چاہتی تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ اب جعفر کام کاج شروع کر دے تاکہ اسے بھی کچھ آرام مل سکے۔

اپنی کہانی سناتے ہوئے مریم نے حوا کو جعفر کے بچپن کی بہت سی باتیں بتائیں وہ کہتا تھا "ماں! میں بڑا ہو کر کام کروں گا۔ تجھے کوئی کام نہیں کرنے دوں گا۔ تو عیش کرے گی۔" مریم نے یہ بھی بتایا کہ جعفر نے بہت محنت اور دل سے تعلیم حاصل کی تھی مگر جب وہ میٹرک میں آیا تو بگڑ گیا۔ آوارہ دوستوں کی صحبت میں پڑ گیا۔ وہ محلے کی لڑکیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ بھی کرتا تھا۔ پھر وہ غنڈا اور بدمعاش بن گیا اور کئی لڑکیوں کو برباد کر دیا۔

ساری رات مریم کے پاس رہنے کے بعد حوا صبح اپنے گھر چلی گئی۔ اس کے بعد جعفر کا بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں ہے۔ کئی دن گزر گئے۔ مریم کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ حوا نے ایک روز ڈاکٹر کو گھر بلایا تو ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کرنے کے بعد مایوسی سے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد مریم کے حلق سے جعفر کا نام نکلا۔ تو دروازہ کھلا اور وہاں جعفر نظر آیا مگر اس کے ساتھ پولیس بھی تھی۔ مریم کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ مر چکی تھی۔ پھر لوگوں نے حیرت اور افسوس سے یہ منظر بھی دیکھا کہ جعفر پولیس کی گاڑی میں بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اور اس کے ساتھ ہی اس گھر سے اس کی ماں کا جنازہ بھی نکلا۔ پولیس وین تھانے کی طرف چلی گئی اور جنازہ قبرستان!

(بشکریہ کتاب "پاکستانی گجراتی ادب" شائع کردہ: اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد)

بیٹا یا بیٹی؟

تحریر : جناب عبدالرزاق حسین دھامیا

آج کے معاشرے کا المیہ

یہ حقیقت ہے آج کے معاشرے کا اہم اور بڑا المیہ یہ ہے جونہی والدین کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ یہ بھائی اپنی معصوم بہنوں کے جذبات کو ایک طرف کر کے ان سے بہلا و پھسلا کر اور غلط بیانی کر کے ان سے کاغذوں یا وکالت ناموں پر دستخط کروا کر اتھارٹی لیٹر بنوا کر جائیداد سے دستبرداری کا پروانہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ بہن اپنی گزر بسر کے لئے ساری عمر اپنے بھائی اور بھاوج کی محتاج رہتی ہے۔ اسی طرح چچا بھی اپنے بھائی کے انتقال کے بعد بھتیجوں کے ساتھ کچھ ایسا ہی یا اس سے بدتر سلوک (معاملا) کرتے ہیں، حق دار بھتیجوں کو اپنے دادا کی تمام جائیدادوں سے محروم کرتے ہیں جبکہ وہ اپنے دادا کی وراثت کے حق دار ہوتے ہیں۔ چچا جعل سازی سے بھتیجوں سے سادہ کاغذات یا وکالت ناموں پر دستخط حاصل کر کے دولت اور جائیداد سے محروم کرتے ہیں لیکن ہر ایک کا ایمان ہے ایسے فراڈ کرنے والے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے عذاب اور غضب سے نہیں بچ سکیں گے۔

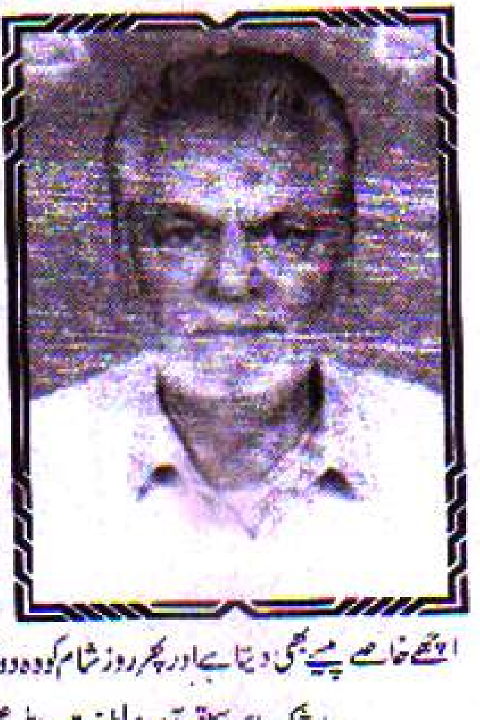

دو عورتیں آپس میں گفتگو کر رہی تھیں۔ ایک نے دوسری سے پوچھا سناؤ بہن تمہارے بچوں کا کیا حال ہے؟ دوسری نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا کیا سناؤں میرے بیٹے کی شادی تو سمجھو جیسے کسی چڑیل سے ہوگئی ہے۔ وہ نامراد صبح گیارہ بجے سے پہلے بستر سے نہیں نکلتی۔ پھر سارا دن نہ جانے کہاں کہاں گھوم کر میرے بیٹے کے پیسے برباد کرتی ہے اور رات کو جب میرا بیٹا تھکا ہارا گھر آتا ہے تو اس کام چور نے کھانا تک نہیں بنایا ہوتا۔ اسی بہانے وہ اسے لے کر کسی مہنگے سے ریستوران میں ڈنر کے لئے چلی جاتی ہے اور پھر دونوں رات گئے واپس آتے ہیں۔ یہ سن کر دوسری عورت نے افسوس کا اظہار کیا اور کہا اچھا خیر۔ اپنی بیٹی کی سناؤ۔ پہلی عورت بولی ہائے ہائے اس کا کیا پوچھتی ہو۔ اس کی شادی تو سمجھو جیسے کسی فرشتے سے ہوگئی ہے۔ اس کا خاوند صبح اپنے ہاتھ سے اسے ناشتہ بنا کر دیتا ہے اور تب تک وہ بیڈ پر ہی پڑی سوتی رہتی ہے۔ اسے شاپنگ کے لئے اچھے خاصے پیسے بھی دیتا ہے اور پھر روز شام کو وہ دونوں کسی اچھے سے ریستوران میں ڈنر کرتے ہیں۔ اللہ نظر بد سے بچائے۔

بے شک اس سبق آموز لطیفے میں اہل عقل و دانش کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ جن میں سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اپنے بچوں کی شادی کے لئے کوئی امیر ساد ھو تلاش کریں تاکہ ان کی اور آپ کی زندگی ہمیشہ سکھ میں رہے۔ لیکن افسوس کہ حقیقت میں ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ اپنے بچوں کی شادیوں میں خوشی ہم اس صورت تلاش کر سکتے ہیں اگر ہم نے ان کی پرورش کے دوران کوئی فرق روا نہ رکھا ہو۔ اصل زندگی میں ہم کس قدر

سفاک اور خودغرض واقع ہوئے ہیں۔اس کا اندازہ یوں لگایئے کہ ہمارے معاشرے کا بڑا طبقہ اب بھی لڑکی کی پیدائش پر تقریباً ماتم کرتا ہے ٹھیک ہے کہ اب ہم مہذب دور میں رہتے ہیں جہاں بچیوں کو پیدائش کے بعد زندہ نہیں گاڑھا جاتا مگر ہم نے اس قدر ترقی کی ہے کہ بچی کو زندہ دفنانے کی بجائے ہم اسے پیدا کرنے والی عورت کو طعنے دے دے کر مار ڈالتے ہیں۔آج کل کے ماڈرن دور میں وہ شخص بہت ہی روشن خیال سمجھا جاتا ہے جو اپنی بیٹی کی پیدائش کے موقع پر خوش دلی سے یہ بریکنگ نیوز سنے اور اپنا موڈ خراب نہ کرے تاہم ایسے زندہ دل حضرات کم کم ہی پائے جاتے ہیں۔عموماً یہ خوش دلی تب دیکھنے کو ملتی ہے جب گھر میں پہلے سے دو تین نامعقول لڑکے موجود ہوں اور لڑکی پیدا ہو جائے۔

اپنی زندگی میں ہم نے جو چند مفروضے قائم کر رکھے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لڑکا بڑھاپے کا سہارا ہوتا ہے کمانے والا جو ہوتا ہے اور مردوں کی اس بے شرم سوسائٹی میں خاندان کے لئے ایک سائبان کی مانند ہوتا ہے۔والد اور بیٹے کا کام ہے کہ کما کر لائیں جبکہ ماں بچوں کی پرورش کرے اور بیٹی کی شادی کی فکر۔دوسری طرف بیٹی کے عیوب یہ ہیں کہ اس کی پرورش اور نگرانی بے حد کٹھن کام ہے۔کمائی کے لئے لڑکیوں کا نوکری کرنا ابھی اتنا قبول عام نہیں ہوا کہ اس پر انحصار کیا جا سکے۔یوں بھی وہ پرایا دھن ہے سو بڑھاپے کا سہارا نہیں بن سکتی۔جیسے تیسے جہیز اکٹھا کر کے اگر اس کی شادی کر دی جائے تو پھر باقی عمر کے لئے اس کے شوہر کے نخرے اٹھانے پڑتے ہیں کیونکہ آخر وہ داماد ہے۔اب ان حالات میں کون بیٹی کا باپ بننا چاہے گا؟

بیٹیوں سے روا رکھی جانے والی زیادتیاں صرف قدامت پسند گھرانوں کا وطیرہ نہیں بلکہ نام نہاد پڑھے لکھے بھی اچھی خاصی ناانصافی کرتے ہیں۔بیٹے کے لئے مہنگا اسکول، بہتر کپڑے، زیادہ آزادی حتیٰ کہ کھانے میں بھی ڈنڈی۔کسی برگر پوائنٹ پر جائیں تو بیٹے کے لئے بڑا برگر، بڑا والا چاکلیٹ جوس کا گلاس جبکہ بیٹی کے لئے فقط میٹھے بول اور وہ بے چاری اسی میں خوش ہو جاتی ہے جو بھائی اپنی بہنوں کو کالج چھوڑنے اور لینے جاتے ہیں وہ یقیناً اپنا فرض نبھاتے ہیں مگر نہ جانے کیوں بہن کو جائیداد میں شرعی حق دیتے وقت ان بھائیوں کی غیرت کہاں گھاس چرنے چلی جاتی ہے؟ جونہی والدین کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔یہ بھائی اپنی معصوم بہنوں کے جذبات کو ایک طرف کر کے ان سے کاغذوں پر دستخط کروا کر جائیداد سے دستبرداری کا پروانہ حاصل کر لیتے ہیں۔اس کے بعد وہ بہن اپنی گزر بسر کے لئے ساری عمر اپنے بھائی اور بھاوج کی محتاج رہتی ہے کیونکہ اس غریب نے ڈھنگ کی تعلیم حاصل کی ہوتی ہے اور نہ کوئی ہنر جو اسے معاشرے میں کوئی باعزت روزگار دلا سکے۔رہ گیا شوہر ان حالات میں وہ صرف طعنے دینے کا کام کرتا ہے جنھیں سہنے کے سوا لڑکے کے پاس کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

اور ان لوگوں کے تو کیا کہنے جو بیٹے کی خواہش میں چھ چھ لڑکیوں کی لائن لگا دیتے ہیں یا جوڑی ملانے کے چکر میں ڈیڑھ درجن بچوں کی خواہش پوری کر جاتے ہیں۔انھیں یہ گمان ہوتا ہے کہ بیٹا بڑا ہو کر بل گیٹس کی کاربن کاپی بنے گا اور پھر ان کے سارے دل درد دور ہو جائیں گے۔لیکن وہ بھی انگریز کا بچہ نکلتا ہے۔بڑا ہو کر سب سے پہلے وہ ماں کا زیور بیچتا ہے اور ساری رقم کسی ایجنٹ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتا ہے تاکہ یورپ کا ویزا لگوا سکے۔اماں ایک دفعہ ویزا لگ جائے بس اس کے بعد بہنوں کی شادی میری ذمہ داری۔ویزا لگنا تو دور کی بات بیٹھے بٹھائے لاکھوں روپوں کو آگ لگ جاتی ہے لیکن مجال ہے کہ بیٹے کے ماتھے پر پسینے کی ایک بوند بھی آ جائے۔وہ اس ڈھٹائی کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔بہنوں کو رلتے ہوئے دیکھتا ہے اور پھر وہ دن بھی آتا ہے جب وہی بہنیں شادی کے بعد اپنے بھائی اور ماں باپ کی کفالت کرتی ہیں بشرطیکہ ان کی شادی کسی انسان سے ہو جائے اور ان کے ماتھے پر شکن تک نہیں آتی۔

تاہم اب ایسا بھی نہیں کہ ہمارے معاشرے میں اپنے بھائی ہی ناپید ہو گئے ہیں۔ یہاں وہ جنتی لوگ بھی بستے ہیں جن کی ساری جوانی اور بڑھاپا اپنے والدین اور بہنوں کی کفالت میں گزر جاتے ہیں لیکن کیا کریں کہ مشکل کے اس دور میں یہ کام دن بدن ناممکن ہوتا جارہا ہے اور یہ کوئی پائیدار حل بھی نہیں۔ ہم نے یہ فرض کر لیا ہے کہ لڑکیاں سوائے ڈاکٹر یا استانی بننے کے کوئی کام نہیں کرسکتیں یا ان کے لئے دوسری کوئی جاب مناسب نہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ عورتوں کے لئے یہ چوائس بھی مردوں نے طے کردی ہے کہ وہ کیا کرسکتی ہیں اور کیا نہیں۔ دنیا کا کوئی ایسا کام نہیں جو عورت نہ کرسکتی ہو۔ ٹرک چلانے سے لے کر قصائی کی دوکان کرنے تک عورتیں دنیا میں مردوں سے زیادہ کام کرتی ہیں۔ مرد ایک نوکری کرنے کے بعد گھر آ کر مردوں کی طرح ڈھیر ہو جاتا ہے۔ جبکہ عورت کو اللہ نے ایک عجیب نہ ختم ہونے والی ہمت عطا کی ہے تاہم ان عورتوں کی بات الگ ہے جو سارا سارا دن گھر میں آرام کرتی ہیں اور شام کو خاوند کے آتے ہی سر پر دوپٹہ باندھ کر بیٹھ جاتی ہیں۔ جس دن ہم نے لڑکیوں کو خاندان کے مردوں پر انحصار کروانا چھوڑ دیا اس دن کوئی ان کی جائیداد پر قبضہ کرسکے گا اور نہ انہیں ساری زندگی کسی کا محتاج ہونا پڑے گا۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہر عورت یہ طے کرلے کہ اسے زندگی میں علم اور ہنر حاصل کرنا ہے فقط شادی کروالینا مسئلے کا حل نہیں۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

بانٹوا میمن برادری کے ضرورت مند طلبہ و طالبات کو

پروفیشنل تعلیم کے لیے اسکالرشپ

زکوٰۃ فنڈز سے

بانٹوا میمن برادری کے وہ طلبہ و طالبات جو مالی وسائل نہ ہونے کے سبب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں مثلاً ڈاکٹرز، وکیل، انجینئر، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، آرکیٹیک اس کے علاوہ دیگر ٹیکنیکل پروفیشنل کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند اور ضرورت مند طالب علموں کے لیے بانٹوا میمن جماعت کی جانب سے مالی تعاون کیا جاتا ہے جو طلبہ و طالبات مالی سپورٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ بانٹوا میمن جماعت سے رجوع کریں۔

نیک خواہشات کے ساتھ

فون 32728397 - 32768214

محمد عمران محمد اقبال ڈنڈیا

کنوینر ایجوکیشن کمیٹی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتا: ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، جوربائی حاجیانی اسکول،
یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

کمپیوٹرائزڈ کارڈ

کے سلسلے میں ضروری ہدایت

چھان بین کے لئے (For Scrutiny Purpose)

کمپیوٹرائزڈ کارڈ کے لئے نیچے دیئے ہوئے دستاویزات جمع کرانے ہوں گے۔

☆ درخواست گزار کے CNIC کارڈ کی کاپی

☆ والد کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی یا

☆ والد کے انتقال کی صورت میں Death Certificate اور بھائی / چچا (خونی رشتہ دار) کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ درخواست گزار کی دو عدد فوٹو 1x1

شادی شدہ ممبران کے لئے

☆ نکاح نامہ کی فوٹو کاپی یا تاریخ اور اگر درخواست گزار صاحب اولاد ہو تو بچوں کے "ب فارم" کی فوٹو کاپی اور 18 سال سے بڑوں کی CNIC کی فوٹو کاپی

☆ بیوی یا شوہر کے CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ دستاویزات مکمل نہ ہونے کی صورت میں فارم جمع نہیں کیا جائے گا۔

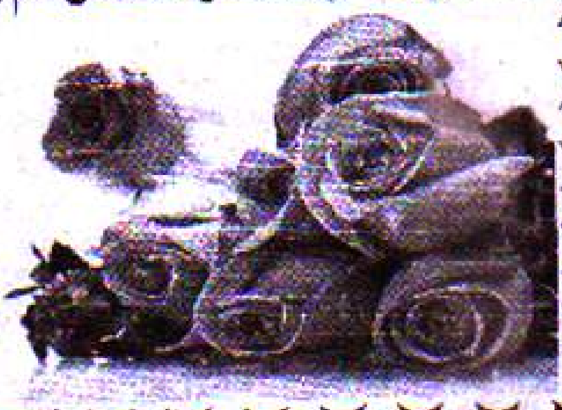

آپ سے تعاون کی گزارش کی جاتی ہے

سکندر محمد صدیق اگر

کنوینر لائف ممبر شپ کمیٹی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

مجلہ کچھی میمن خدمت کمیٹی

چیف ایڈیٹر: جناب اشفاق ابراہیم مدراس والا

زبانیں: اردو، انگلش — جملہ صفحات: 76

ٹائٹل: چار رنگ — طباعت: عمدہ آرٹ پیپر

تبصرہ نگار: کھتری عصمت علی پٹیل

پتہ: F-2، گراؤنڈ فلور، سیئزن ٹیرس، بالمقابل سول اسپتال بابائے اردو روڈ کراچی

کچھی میمن خدمت کمیٹی کا مجلہ برائے سال 2019-2020ء اس وقت ہمارے سامنے زیر مطالعہ ہے جس کے اداریے میں اس ادارے نے پوری مدت کے دوران انجام دی گئی گراں قدر خدمات کے حوالے سے بھی بات کی ہے اور اس کے مستقبل کے منصوبوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ الحمد اللہ آج کچھی میمن خدمت کمیٹی کے مزید 47 خاندانوں کو رہائش (آبادکاری) فراہم کرنے کا فرض انجام دے رہی ہے۔

مجلہ ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ ابتدائی صفحات میں بزرگوں عبداللہ محمد آرتانی بابو بھائی، ابراہیم حسین انجار والا بابو بھائی رنگین تصاویر شائع کرکے خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ کچھی میمن مرکزی جماعت کے چیئرمین جناب محمد اکرم یوسف، کچھی میمن خدمت کمیٹی کے صدر جناب محمد سلیم اسمٰعیل کاپڑیا، کچھی میمن خدمت کمیٹی کے اعزازی جنرل سیکریٹری جناب سیٹھ عبدالعزیز حاجی یعقوب پاروانی کے پیغامات شائع کیے گئے ہیں جس میں ادارے کی کارکردگی پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ادارے کے تمام امور کو سراہا گیا ہے۔

مجلے میں تاریخی معلومات پر مبنی کچھی میمن خدمت کمیٹی کے اعزازی جنرل سیکریٹری جناب عبدالعزیز حاجی یعقوب پاروانی کی جانب سے ادارے کی گراں قدر فلاحی اور سماجی خدمات اور آبادکاری کی کاوشوں کا احوال و حساب پیش کیا گیا ہے۔ 1985ء سے 2019ء جملہ 389 فلیٹوں کی تقسیم کی تفصیلات دی گئی ہیں۔

رنگین تصویر جناب غلام فاروق آرتانی کی دی گئی ہے۔ آرتانی صاحب مکمل اور جامع تعارف کھتری عصمت علی پٹیل نے تحریر کیا ہے وہ وضع کیا گیا ہے۔ علاوہ معلومات افزا تحریر ''کراچی میں کچھی میمنوں کی ابتداء'' میں محترم آرتانی صاحب نے مفصل روشنی ڈالی ہے۔

دیگر مضامین میں پرسکون زندگی کے راز تحریر امیہ اسمٰعیل ربانی، مضمون ضرب محبت از قلم جناب محمد علی کامدار، مضمون Thalassemia ایک مہلک مرض از ڈاکٹر عثمان یوسف جمالی، مضمون "اپنی بولی میٹھی بولی" ممتاز قلمکارہ مصنفہ تحریر پروفیسر زینت کوثر لاکھانی، مضمون ریاکاری سے بچیے، مضمون نگار ممتاز بینکار، نامور سوشل ورکر جناب محمد رضا پونہ والا، مضمون زکوٰۃ کی اہمیت از الماس عارف، تعلیم انسان کی بنیادی ضرورت از معاذ عارف اس کے علاوہ ہر قسم کی معلومات شامل اشاعت ہیں۔

اعزازی جنرل سیکریٹری جناب عبدالعزیز حاجی یعقوب پاروانی نے اپنے اظہار خیال میں کہا کہ اللہ رب العزت نے جب انسان کو پیدا کیا تو اس کے لئے سر چھپانے کی جگہ یعنی اپنے گھر کا انتظام بھی کیا جہاں زمین پر رہنے والا انسان ہر طرح کی موسمی مشکلات اور مشکل حالات اور ناگہانی کے خطرات سے محفوظ رہ سکے اور ان سب میں گھر کی چھت ایک اہم اور نمایاں ضرورت قرار پاتی ہے۔

انسان جہاں اپنی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لیے اپنی فیملی کی خاطر جدوجہد کرتا ہے اور تمام ضروری سامان اور اسباب جمع کرتا ہے اور ان میں گھر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک گھر بنانے کے لئے انسان کو کبھی کبھی ساری زندگی گزر جاتی ہے۔ اور یہ گھر ہی ہے جس کی چار دیواری اسے سکون بھی دیتی ہے اور تحفظ کا احساس بھی۔ گھر انسان کے لئے ایک امید کی طرح ہوتا ہے۔ یہی امید جو اسے پرسکون اور راحت دیتی ہے اور اپنے گھر میں رہنے والا فرد بہت خوش اور مطمئن ہوتا ہے۔ کبھی کبھی عام آدمی کو اپنا گھر بنانے میں کئی کئی سال لگ جاتے ہیں۔ گھر کی اہمیت وہ لوگ جانتے ہیں جو اپنے گھر سے محروم ہیں۔ ایسے ضرورت مند افراد کی ضرورت پوری کرنے کے لئے حکومتیں اور ادارے اپنا کردار ادا کرتے ہیں، یہ ادارے کی خوش قسمتی ہے کہ بچھی میمن خدمت کمیٹی گزشتہ 35 برسوں سے گھر سے محروم افراد کو گھر اور اس کی چھت فراہم کر رہی ہے۔ بچھی میمن خدمت کمیٹی کے قیام میں برادری کے مخیر اور درد دل والے افراد نے حصہ لیا۔ آج انہی کی وجہ سے اس برادری کے اکثر بے گھر افراد کو اپنا گھر ملا اور اسی کی وجہ سے یہ خدمت کمیٹی آج ایک تناور درخت بن چکی ہے۔

اس موقع پر عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین نے ایک مجلہ شائع کرنے کی منصوبہ بندی کی۔ مجلہ کے اجراء کی ذمہ داری تمام عہدیداران نے معروف لکھاری جناب اشفاق مدراس والا کے سپرد کی جنھوں نے اپنا فرض بہ خوبی نبھایا اور داد و تحسین حاصل کی۔ اور میں نے پوری کوشش کی کہ اس مجلے کو خدمت کمیٹی کے سفر سے بھر دوں اور زیادہ سے زیادہ معلومات پیش رکھوں۔ مجلے کی تیاری میں بہت سے دوستوں اور ساتھیوں نے تعاون کیا۔ بچھی میمن خدمت کمیٹی نے اس مجلے میں اب تک کے پورے خدمتی سفر کا احوال پیش کیا ہے۔ امید ہے کہ یہ آپ سب کو پسند آئے گا اور اس کے مفید اور معلوماتی مضامین آپ کے لئے بہت فائدے مند ثابت ہونگے۔ دیگر تحریروں میں انگریزی اور اردو کے متعدد مضامین شامل ہیں۔ یادگاری اور تاریخی یہ مجلہ ہر لحاظ سے تعریف کے قابل ہے اور ادارہ اس کاوش پر مبارکباد کا مستحق ہے۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے منصوبوں اور سرگرمیوں کے متعلق آپ کی واقفیت ضروری ہے

طب و صحت کا انمول تحفہ

کیلا: غذائیت سے بھرپور پھل

ممتاز طبی ماہر، قلمکار سید رشید الدین مرحوم کی مفید تحریر

کیلے کا شمار پسندیدہ ترین پھلوں میں آتا ہے۔ ہمارے ملک میں شاید آم کے بعد سب سے لذیذ، قوت بخش اور زیادہ کھایا جانے والا پھل یہی ہے۔ یہ ایک خوش ذائقہ، خوشبودار، صحت بخش اور شوق سے کھایا جانے والا پھل ہے۔ کہتے ہیں کہ کیلا قدیم ترین پھل ہے جو زمانہ قبل از مسیح سے زیر استعمال ہے۔ سکندر اعظم نے اسے دریائے سندھ کی وادی میں کاشت ہوتے دیکھا تھا، مگر اب یہ کئی ملکوں کے میدانی علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ اب اندرون سندھ اس کی وسیع پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے۔ کیلے کو عربی زبان میں موز، بنگالی میں کلہ، سندھی میں کیلو، انگریزی میں banana کہتے ہیں۔ حکیموں کی رائے کے مطابق کیلا گرمی سردی کے موسم میں معتدل اور دوسرے درجے میں تر ہے۔ بعض کے نزدیک گرم تر ہے۔ برصغیر پاک ہندو میں اس کی کئی اقسام پیدا کی جاتی ہیں۔ کیلے کی ہر قسم کا اپنا الگ ذائقہ، حلاوت، غذائی خصوصیت اور قوت بخش معیار ہوتا ہے۔ ان میں سے چند مشہور اقسام کے نام حسب ذیل ہیں: نوپان، سلہٹ، ڈھاکا جنگلی، مال بھوگ، بھون کیلا، بیچا، کوکی، رائے کیلا، چنپیہ، نگیرا، بھنگا، چمپا، صفری، بھینسا، بمبئی کیلا، ہری چھال کا کیلا اور چتی دار کیلا وغیرہ۔

سائنسی تجزیے کے مطابق آدھا کلو کیلے میں 450 حرارے ہوتے ہیں۔ کیلے میں ٹھوس غذا زیادہ اور پانی کم ہوتا ہے۔ صحت بخش شکر کی کثرت اسے زود ہضم کر دیتی ہے۔ جو لوگ تھکن محسوس کریں، ان کے لیے کیلا بہت مفید چیز ہے۔ کیلا آیوڈین کی کمی دور کرتا ہے۔ اس لیے آیوڈین کی کمی سے لاحق ہونے والے تمام امراض میں بھی یہ مفید ہے۔ پکے کیلے میں نشاستہ زیادہ ہوتا ہے، اس میں فروٹ شوگر بھی خاصی ہوتی ہے۔ کیلے میں غذائی اجزاء 80 فیصد ہوتے ہیں۔ اس میں تقریباً 3/4 حصے پانی، 1/5 حصہ شکر اور باقی نشاستہ، حل پذیر ریشہ، معدنیات اور حیاتین ہوتے ہیں۔ نشاستہ زیادہ ہونے کی وجہ سے کیلا کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس میں گوشت بنانے والے جزو نائٹروجن زیادہ ہوتا ہے۔

کیلے میں کیلشیم (چونا)، میگنیشیم، فاسفورس، گندھک، لوہا اور تانبا ملتا ہے۔ اسٹرابیری کے بعد سب سے زیادہ فولاد اسی میں ہوتا ہے۔ کیلے میں پروٹین اور چربی بہت کم مقدار میں پائی جاتی ہے۔ حیاتین (وٹامن) کے لحاظ سے کیلا مفید ترین پھلوں میں شامل ہے۔ اس میں وٹامن اے،

وٹامن بی، وٹامن سی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وٹامن ڈی، وٹامن ای بھی پائے جاتے ہیں۔ وٹامن سی کی وجہ سے کیلا مسوڑھوں کے لیے مفید ہے۔ اس میں نشاستہ وافر مقدار میں پایا جاتا ہے، اسی لیے بچوں کے لیے بہت مفید ہے۔ خشکی دور کرنے کے لیے کیلے کا سفوف دودھ میں ملا کر بچوں کو دیا جائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ ایک ماہر غذائیات کے مطابق جن بچوں پر اس خوراک کا تجربہ کیا گیا، وہ 6 ماہ کے اندر ہی اپنے قد وقامت اور جسمانی لحاظ سے دوسروں سے بڑھ گئے۔ ان کے دانت سفید، چمک دار اور مضبوط ہو گئے۔

اسکول جانے والے جو بچے کمزور تھے، انہیں روزانہ دو گلاس دودھ اور دو کیلے دینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ جن بچوں سے ماں کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو، اگر انھیں ایک عدد پکے ہوئے کیلے کا نصف گودا ضرورت کے مطابق دودھ میں ملا کر استعمال کرایا جائے تو بچہ دوسری غذاؤں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ یہ بچے کی پرورش کے لیے کافی ہے۔ بچوں کو دست آنے کی شکایت میں کیلے کا استعمال مفید ہے۔ پیچش اور دستوں کے مریضوں کو کیلے کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے۔ بطور دوا کیلے کے پھل، جڑ، پتے وغیرہ تمام حصے استعمال کیے جاتے ہیں۔ کیلا خشک کھانسی اور گلے کی خشکی دور کرتا ہے۔ اندرونی اور بیرونی کسی بھی مقام سے خون آنے کو روکتا ہے۔ کثرت حیض روکنے کے لیے نصف پیالی اس کے تنے کا رس پلانا فوری علاج ہے۔ کیلے کے پتوں کی راکھ حیض بند کرنے میں مفید ہے۔ کیلا ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کے لیے بھی بے حد مفید ہے کیونکہ اس میں نمک نہیں ہوتا اور پوٹاشیم زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔ کیلا دل کو فرحت دیتا اور خون کی کمی کو دور کرتا ہے۔ مسلسل کھانے سے کیلا موٹا کرتا ہے۔ کمزوری میں کیلا کھانے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ جلے ہوئے مقام پر اس کا لیپ لگانا جلن، سوزش اور درد دور کرتا ہے۔

چھلکے کے اندر کے گودے کے لیپ سے زخم اور پھوڑے پھنسیاں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی کو سانپ کاٹ لے تو اسے کیلے کے تنے کا تازہ رس نکال کر فوراً پلا دیا جائے۔ دو پیالی رس پلانے سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ کیلے کے تنے کا رس ناک میں چڑھانے سے نکسیر کا عارضہ جاتا رہتا ہے۔ کیلے کے تنے کا پانی نصف پیالی پینے سے پیشاب کی جلن اور سوزش رفع ہو جاتی ہے۔ آشوب چشم کے لیے کیلے کے پتے آنکھ پر باندھنے سے تکلیف رفع ہوتی ہے۔ یرقان دور کرنے کا نسخہ: ایک کیلے کی پھلی چھیل کر اس کے گودے پر بجھا ہوا پان میں کھانے والا چونا لگا دیں اور چھلکا اسی طرح لگائیے جیسا کہ چھیلنے سے پہلے تھا۔ اسے ساری رات اوس (شبنم) میں لٹکا دیں، صبح نہار منہ چھلکا دور کر کے کیلا چونے سمیت کھا لیں۔ یہ عمل تین روز کریں۔ ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔ کیلا کھانے کے بعد استعمال کرنا چاہیے۔ اگر کیلے کھانے کے بعد دودھ پی لیا جائے تو جسمانی نشوونما میں بہت مدد ملتی ہے۔

آپ کے تعاون کے بغیر سماج میں غلط رسم و رواج کے
خاتمے کے لیے جماعت کی کوششیں
کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتیں

چاکلیٹ آئس کریم کیک رول

اجزاء: چاکلیٹ کٹی ہوئی دو سو گرام، دودھ ڈھائی سو ملی لیٹر، انڈے تین عدد، چینی نوے گرام، فل کریم (ٹن کریم) ڈھائی سو گرام۔

ترکیب: تھوڑا سا دودھ اور چاکلیٹ کو ساس پین میں ڈال کر اتنی آنچ پر رکھیں کہ چاکلیٹ گھل کر دودھ میں شامل ہو جائے اور آمیزہ بن جائے اب انڈوں کی زردی اور آمیزہ بن جائے اب انڈوں کی زردی اور چینی کو کریم میں شامل کر کے خوب پھینٹیں یہاں تک کہ کریم چینی اور زردیاں یکجان ہو جائیں اور سخت آمیزہ تیار ہو جائے۔ اب چاکلیٹ اور دودھ کا جو آمیزہ ہم نے تیار کیا تھا اس میں کریم کا آمیزہ شامل کر دیں اور بلینڈر سے مکس کر لیں اب اس آمیزے کو ساس پین میں ڈال کر مناسب آنچ پر پکائیں اور پکانے کے دوران مسلسل چمچ سے ہلاتے رہیں جب آمیزہ خوب گاڑھا ہو جائے اور جمتا ہوا محسوس ہو تو آئس کریم کے سانچے میں ڈال کر پانچ منٹ ہوا میں رکھیں اور پھر ریفریجریٹر میں رکھ دیں اور سرو وقت باریک کٹے ہوئے پستے شامل کر دیں۔

بریڈ سیخ کباب

اجزاء: بریڈ (سلائس) پانچ سے چھ عدد، لہسن ادرک پیسٹ ایک چائے کا چمچہ، گرم مصالحہ پاؤڈر ایک چائے کا چمچہ، ہری مرچیں (چوپ کی ہوئی) ایک چائے کا چمچہ، لال مرچیں (کٹی ہوئی) ایک چائے کا چمچہ، بیسن آدھا کپ، پیاز ایک عدد (چھوٹی)، انڈا (پھینٹ لیں) ایک عدد، بریڈ کرمبز ایک کپ، نمک حسب ذائقہ، تیل ایک کپ۔

ترکیب: بریڈ سلائس کو چوپر میں چوپ کرکے پیالے میں نکال لیں۔ اس میں ادرک لہسن پیسٹ، گرم مصالحہ پاؤڈر، ہری مرچیں، نمک، کٹی ہوئی لال مرچیں، بیسن اور پیاز ڈال کر دوبارہ چوپ کر لیں۔ آمیزے کو پیالے میں نکال کر سیخ میں لگائیں اور کباب کی شکل دے دیں۔ انڈے میں ڈِپ کر کے بریڈ کرمبز میں کوٹ کر لیں۔ فرائی پین میں تیل گرم کر کے کباب ڈال کر ڈیپ فرائی کریں، سنہری ہو جائیں تو سرونگ پلیٹ میں نکال کر سرو کریں۔

بھنڈی اور آلو کی کڑاہی

اجزاء: بھنڈی آدھا کلو، آلو دو عدد درمیانے، نمک حسب ذائقہ، پِسا ہوا لہسن ایک چائے کا چمچہ، کٹی ہوئی لال مرچ ایک چائے کا چمچ، سفید زیرہ ایک چائے کا چمچ، پسا ہوا دھنیا ایک چائے کا چمچ، ٹماٹر کا پیسٹ دو کھانے کے چمچ، چلی ساس دو کھانے کے چمچ، قصوری میتھی آدھا چائے کا چمچ، تیل حسب ضرورت۔

ترکیب: بھنڈیوں کو صاف دھو کر خشک کر لیں اور ان کے سرے کاٹ کر درمیان سے چیرا لگائیں۔ کڑاہی میں تیل کو گرم کریں اور ان میں بھنڈیوں کو تیز آنچ پر ہلکا سا فرائی کر کے نکال لیں۔ پھر اسی کڑاہی میں لمبائی میں کٹے ہوئے آلو کے قتلوں کو بھی فرائی کر لیں۔ علیحدہ پین میں

تین سے چار کھانے کے چمچ تیل کو گرم کریں اور اس میں لہسن کو سنہرا فرائی کرلیں۔ پھر اس میں نمک، لال مرچ، دھنیا، بھنا ہوا کٹا ہوا زیرہ، ٹماٹر کا پیسٹ، چلی ساس اور ٹماٹر کا پیسٹ ڈال کر ملائیں۔ ایک چوتھائی پیالی پانی ڈال کر مصالحے کو تیل علیحدہ ہونے تک بھونیں۔ پھر اس میں فرائی کی جھنڈیاں اور قتلے ڈال کر قصوری میتھی چھڑک دیں۔ ڈھک کر ہلکی آنچ پر پانچ سے سات منٹ کے لئے دم پر رکھ دیں۔

لکھنوی تکے

اجزاء: بکرے کا گوشت ایک کلو، لیموں کا رس آدھی پیالی، رائی پسی ہوئی ایک چمچ، کچا پپیتا ایک چمچ، کالی مرچ ایک چمچ، نمک حسب ذائقہ، تیل آدھی پیالی۔

ترکیب: گوشت کے ایک ڈیڑھ انچ کے ٹکڑے کرلیں تمام مصالحہ اس میں ڈال کر چھ سے سات گھنٹے کے لئے رکھ دیں پھر سیخوں میں لگا کر کوئلوں پر سینکتے جائیں۔ مزیدار لکھنوی تکے تیار ہیں۔ سلاد کے ساتھ پیش کریں۔

فرائڈ فش فلے

اجزاء: فش فلے آٹھ عدد، لیموں دو عدد، دارچینی آدھا چائے کا چمچ، پیپریکا پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، تھائم ایک کپ، بریڈ کرمبز دو کپ، میدہ دو کپ، انڈے چار عدد، کالی مرچ حسب ضرورت، تیل حسب ضرورت۔

ترکیب: فش فلے پر لیموں کا رس لگا دیں۔ اب اس پر کالی مرچ، نمک دونوں طرف اچھی طرح لگائیں۔ پھر پیپریکا پاؤڈر، دارچینی اور تھائم لگائیں۔ کڑاہی میں تیل گرم کریں۔ انڈے کالی مرچ اور نمک کے ساتھ پھینٹ لیں۔ اب فش فلے میں ڈپ کریں پھر میدہ میں کوٹ، اس کے بعد پھر انڈہ اور آخر میں بریڈ کرمبز لگا کر ڈیپ فرائی کریں۔ خیال رہے کہ دونوں طرف سے گولڈن ہوجائے پیپر ناول پر نکال کے رکھیں کہ اضافی چکنائی نکل جائے تو پھر سرونگ پلیٹ میں سلاد کے ساتھ گرم گرم سرو کریں۔

بچھیا کے پائے

اجزاء: بچھیا کے پائے چار عدد، پیاز چار عدد، ثابت گرم مصالحہ ایک کھانے کا چمچ، ثابت دھنیا ایک کھانے کا چمچ، سونف دو کھانے کے چمچ، چھوٹی الائچی چار عدد، زیرہ ایک چائے کا چمچ لہسن ادرک پیسٹ دو کھانے کے چمچ، لال مرچ پاؤڈر دو کھانے کے چمچ، دھنیا پاؤڈر دو کھانے کے چمچ، ہلدی پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، جائفل جاوتری پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، گرم مصالحہ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، تیل ڈیڑھ کپ۔

ترکیب: باریک ململ کے کپڑے میں ثابت گرم مصالحہ، ثابت دھنیا، سونف، چھوٹی الائچی اور زیرہ ڈال کر پوٹلی بنالیں۔ پائے کو اچھی طرح دھو کر صاف کرلیں، دیگچی میں پائے، سلائس کٹے ہوئے تین پیاز، مصالحے کی پوٹلی، ایک کھانے کا چمچ لہسن ادرک پیسٹ، نمک اور پانی ڈال کر ڈھک کر ہلکی آنچ پر پکنے کے لیے رکھ دیں۔ پائے گل جائیں تو پوٹلی نکال کر پھینک دیں۔ کڑاہی میں تیل گرم کر کے چوپ کیا ہوا ایک پیاز ڈال کر فرائی کرلیں۔ بچا ہوا لہسن ادرک پیسٹ، نمک، لال مرچ پاؤڈر، دھنیا پاؤڈر، ہلدی پاؤڈر، جائفل جاوتری پاؤڈر اور پائے ڈال کر بھونیں۔ مصالحہ بھون جائے تو یخنی اور حسب ضرورت پانی شامل کر کے پکائیں۔ حسب پسند شوربہ تیار ہوجائے تو گرم مصالحہ پاؤڈر چھڑک کر ڈش میں نکال لیں۔ ہری مرچوں، ادرک اور لیموں کے سلائس کے ساتھ سرو کریں۔

☆ اگر مسلسل قبض رہے تو جلد چکنی ہوجاتی ہے۔ قبض نہ ہونے دیں۔ اپنی غذا میں سیب ضرور شامل کریں۔ سیب کھانے کا بہترین وقت صبح ناشتے سے قبل ہے۔

لذیذ

☆ دو پاکستانی بھائی اپنے گاؤں سے لندن چلے گئے۔ وہاں پہنچ کر خوب دولت کمائی۔ ان کی ماں پاکستان میں ہی تھیں۔ ماں کی سالگرہ کے موقع پر بڑے بھائی نے تحفے میں کار بھجوائی اور چھوٹے نے دس زبانیں بولنے والی مینا ایک لاکھ روپے میں خرید کر بھیجی۔ سالگرہ والی رات بیٹے نے فون پر پوچھا، اماں! مینا کیسی تھی؟ ماں نے جواب دیا: بڑی لذیذ تھی۔

سیمنٹ فیکٹری

☆ ابرار: آپ کہہ رہے تھے کہ میں سیمنٹ بنانے کی فیکٹری لگا رہا ہوں۔ اب تک کام شروع نہیں کیا؟ جواد: کیا کروں دوست! سیمنٹ فیکٹری بنانے کے لیے سیمنٹ ہی نہیں مل رہا۔

بغیر ٹکٹ

☆ ایک آدمی بہت دیر سے ریل گاڑی میں کھڑا ہوا تھا۔ ایک لڑکے سے رہا نہ گیا تو وہ کہنے لگا: ''بھائی صاحب! آپ اتنی دیر سے کھڑے ہوئے ہو۔ بیٹھ کیوں نہیں جاتے؟'' وہ آدمی بولا: ''ریل میں بغیر ٹکٹ کے بیٹھنا منع ہے۔''

کس نے کیے؟

☆ ٹیچر نے لڑکے کا ہوم ورک چیک کیا تو دیکھا کہ تمام سوالات درست ہیں۔ اس نے لڑکے سے پوچھا: ''تم نے اس سلسلے میں کسی سے مدد لی تھی؟'' لڑکے نے کہا: ''نہیں جناب! سارے سوالات میرے والد صاحب نے کیے تھے۔''

باہر نکالو

☆ ڈاکٹر (مریض سے): ''اپنی پوری زبان باہر نکالو۔'' مریض: ''مگر میری زبان تو اندر سے جڑی ہوئی ہے۔''

انوکھی پڑوسن

☆ ایک خاتون اپنی پڑوسن سے کہہ رہی تھیں: ''میں تو ہر کام میں اپنے شوہر کا ہاتھ بٹاتی ہوں، مثلاً آج ہی چائے کا انتظام ایسے ہوا کہ چائے بنانے کی تجویز میں نے پیش کی، بنائی انہوں نے، پی میں نے اور برتن دھوئے انہوں نے۔''

تین اصول

☆ ایک اخباری رپورٹر ایک بھکاری کا انٹرویو لے رہا تھا۔ اس نے بھکاری سے پوچھا: ''بھیک مانگنے کے کچھ اصول بھی ہیں؟'' بھکاری نے جواب دیا: ''تین اصول ہیں: پہلا یہ کہ ہر شخص سے مانگو۔ دوسرا یہ کہ ہر چیز مانگو اور تیسرا یہ کہ ہر وقت مانگو۔''

ماہر فلکیات

☆ ''ابو! آپ مجھے ذرا بھی پیار نہیں کرتے۔ پڑوس والے انکل اپنے بیٹے کو چاند اور تارا کہتے ہیں اور آپ مجھے الو اور گدھا.....'' باپ: ''بیٹا! پڑوس والے انکل ماہر فلکیات ہیں جب کہ میں جانوروں کا ڈاکٹر ہوں۔''

جوڑا

☆ایک صاحب نے کسی فلسفی سے پوچھا: ''حضرت کیا بات ہے، دو رنگوں کی جرابیں پہنے پھر رہے ہیں؟''فلسفی نے ایک نظر جرابوں پر ڈالی اور بولا: ''کیا بتاؤں! بھائی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہوا کیا ہے۔ ایک جوڑا گھر میں بھی اسی طرح کا پڑا ہے۔''

سائنسداں

☆دو سائنس داں کافی سال محنت کرنے کے بعد آخر یادداشت تیز کرنے والی دوا بنانے میں کامیاب ہوگئے تو حکومت نے انہیں انعام دینے کا اعلان کیا۔ اعزازی تقریب کے مہمان خصوصی نے اسٹیج پر ان دونوں کے کام کی بہت تعریف کی اور کہا: ''ان لوگوں نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔'' پھر دونوں کو انعام دینے لگے تو دونوں نے مہمان خصوصی سے کہا: ''جناب! ہمیں بھی بتایئے کہ ہم نے کیا کیا ہے؟''

سالانہ خریداری

☆ عطیہ (شازیہ): ''اس بار میں ایسی چیز بھیج رہی ہوں کہ اسے رسالے کے ایڈیٹر صاحب ہر حال میں قبول کرلیں گے۔'' شازیہ: وہ کیا ہے؟ عطیہ: ''سالانہ خریداری کے لئے 120 روپے کا چیک۔''

تازہ سبزی

☆ گاہک نے سبزی والے سے پوچھا: ''یہ سبزی کیسی ہے؟'' سبزی والا بولا: ''جناب! دو دن پہلے آپ جو لے گئے تھے وہ کیسی تھی؟'' گاہک بولا: ''وہ تو بہت تازہ تھی۔'' سبزی والے نے اطمینان سے کہا: ''تو پھر بے فکر ہو کر لے جایئے۔ یہ دو دن پہلے والی ہی سبزی ہے۔''

وارڈن

☆ایک ملک کا سربراہ پاگل خانے کا معائنہ کرنے لگا تو سب پاگلوں کو پہلے ہی سمجھا دیا گیا تھا وہ ایک آواز ہوکر زندہ باد کے نعرے لگائیں، چنانچہ جیسے ہی سربراہ پاگل خانے میں داخل ہوا پاگلوں نے ہمارے محبوب رہنما زندہ باد کے نعرے لگانا شروع کردیے۔ سربراہ پاگلوں کی محبت سے بے حد متاثر ہوا۔ وہ دل ہی دل میں بہت خوش ہورہا تھا کہ اس کی نظر ایک کمرے میں کھڑے ایک پاگل پر پڑی جو بالکل خاموش کھڑا تھا۔ اس نے اشارے سے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا: ''کیا بات ہے بھائی! تم نعرے نہیں لگا رہے ہو؟'' اس شخص نے سر جھکا کر ادب سے جواب دیا: ''سر! میں یہاں پر وارڈن ہوں، پاگل نہیں ہوں۔''

ریکارڈ

☆استاد (ارشد کے باپ سے): ''آپ کے بیٹے نے ہماری اسکول کی کرکٹ ٹیم کی نمائندگی کرتے ہوئے تمام پچھلے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔'' باپ: ''مجھے افسوس ہے، میں اس کی گھر جا کر خبر لوں گا۔ نالائق گھر میں برتن اور شیشے توڑتا ہے اور اسکول میں ریکارڈ۔''

رشتے جو طے ہوئے

منگنیاں

اکتوبر 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	اسامہ محمد یاسین موسیٰ ایدھی کا رشتہ زینب قاسم عبداللطیف (یونس) ماگھرول والا سے طے ہوا	کیم اکتوبر 2020ء
2	سفیان محمد صدیق عبدالستار آجکیا کا رشتہ حبیبہ عمران احمد محمد جعفر شیوانی سے طے ہوا	کیم اکتوبر 2020ء
3	محمد دانیال محمد جعفر محمد اسماعیل کھاتانی کا رشتہ کرن محمد زاہد عبدالعزیز موون سے طے ہوا	2 اکتوبر 2020ء
4	محمد مصطفیٰ محمد یعقوب عبدالرزاق جانگڑا کا رشتہ خدیجہ ندیم محمد بھائی موون سے طے ہوا	2 اکتوبر 2020ء
5	فیضان احمد محمد زبیر حسین ڈھڈیا کا رشتہ اریبہ سارہ الطاف حسین عبدالعزیز کٹلری والا سے طے ہوا	2 اکتوبر 2020ء
6	حسن ثاقب محمد اسلم جان محمد کاپڑیا کا رشتہ زینب محمد کمیل محمد ہارون موون سے طے ہوا	2 اکتوبر 2020ء
7	محمد عمیر محمد عارف حبیب موسانی کا رشتہ مہوش مقصود عثمان جھنگڑیا سے طے ہوا	2 اکتوبر 2020ء
8	سلمان گل مدراس والا گل محمد ابا عمر مدراس والا کا رشتہ عائشہ عبدالصمد حاجی آدم اوجری سے طے ہوا	2 اکتوبر 2020ء
9	دانش عبدالمجید عبدالستار صابو والا کا رشتہ کیہ محمد حنیف محمد عثمان آموڑی ماموڑی سے طے ہوا	2 اکتوبر 2020ء
10	محمد طاہر محمد اقبال محمد سلیمان سریا کا رشتہ کرن محمد شاہد محمد اقبال دیوانی سے طے ہوا	3 اکتوبر 2020ء
11	محمد اویس نور محمد محمد ابراہیم کھاتانی کا رشتہ سمیعہ محمد طارق جان محمد گھانی والا سے طے ہوا	3 اکتوبر 2020ء
12	حارث یوسف حاجی اسماعیل نی لی کا رشتہ فاطمہ محمد اقبال حبیب صالح محمد موسانی سے طے ہوا	5 اکتوبر 2020ء
13	عبداللہ محمد حنیف محمد احمد کھاتانی کا رشتہ ثوبا محمد جاوید محمد جاوید عبدالغفار جانگڑا سے طے ہوا	5 اکتوبر 2020ء
14	عبدالرزاق بالاری محمد صدیق عبدالرزاق بالاری کا رشتہ فرح امیرا خیام میمن عبدالحق جانگڑا سے طے ہوا	6 اکتوبر 2020ء
15	عبداللہ حاجی جعفر حسین کا رشتہ سوہا محمد اشرف ہارون رحمت اللہ ٹریا سے طے ہوا	7 اکتوبر 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
16	محمد فاز محمد سلیم حاجی عبدالکریم دیوان کا رشتہ انشرہ عبدالصمد عبدالغفار کسباتی سے طے ہوا	17 اکتوبر 2020ء
17	محمد سراج محمد زبیر جان محمد بھوری کا رشتہ سدرہ محمد جاوید ابا طیب جانگڑا سے طے ہوا	9 اکتوبر 2020ء
18	طلحہ محمد یاسین عبدالستار گڑ والا کا رشتہ اریبہ فیصل محمد رفیق جانگڑا سے طے ہوا	9 اکتوبر 2020ء
19	عبدالقادر محمد عارف محمد عمر کوٹھاری کا رشتہ بشریٰ محمد فیصل حاجی قاسم آکھائی سے طے ہوا	9 اکتوبر 2020ء
20	طلحہ محمد نعمان عبدالغفار موسانی کا رشتہ عائشہ محمد عامر حاجی محمد یوسف پوپٹ پوترا سے طے ہوا	10 اکتوبر 2020ء
21	عدنان محمد امین عبدالعزیز ہالاری کا رشتہ سمیلا احمد حاجی کریم بھنڈا سے طے ہوا	10 اکتوبر 2020ء
22	محمد علی محمد حنیف عبدالعزیز پولانی کا رشتہ نمرہ محمد نعیم محمد صدیق میمیا سے طے ہوا	10 اکتوبر 2020ء
23	محمد حسین محمد انیس عبدالغنی تابانی کا رشتہ سارہ محمد شاہد عبدالصمد چھوگالا سے طے ہوا	12 اکتوبر 2020ء
24	نبیل محمد یعقوب رحمت اللہ شیخا کا رشتہ نازیہ محمد اسلم حاجی رحمت اللہ کتیا سے طے ہوا	12 اکتوبر 2020ء
25	محمد آصف محمد نعیم امان اللہ کاپڑیا کا رشتہ عائشہ محمد جاوید محمد عثمان اڈوانی سے طے ہوا	13 اکتوبر 2020ء
26	احمد سلیم صالح محمد بدی کا رشتہ اریبہ ایوب عبداللہ حاجی احمد حسن فتح سے طے ہوا	14 اکتوبر 2020ء
27	اینق عبدالصمد عبدالرزاق لاٹھیا کا رشتہ یسریٰ سبطین سفیان محمد امین ڈاکٹر سے طے ہوا	14 اکتوبر 2020ء
28	محمد بلال محمد سلیم عبدالعزیز کھاتانی کا رشتہ عائشہ محمد حنیف حاجی ابا علی سولہ پوروالا سے طے ہوا	15 اکتوبر 2020ء
29	بلال احمد آفتاب احمد عبدالستار ایدھی کا رشتہ ایمن محمد رئیس عبدالرحمٰن ترما سے طے ہوا	15 اکتوبر 2020ء
30	عذیر محمد رفیق عبدالستار رکھڑیا والا کا رشتہ مسکان محمد ندیم محمد ماٹھ ویا سے طے ہوا	15 اکتوبر 2020ء
31	محمد احمد عنایت جان محمد موتی کا رشتہ عائزہ محمد امین حاجی ستار پان والا سے طے ہوا	16 اکتوبر 2020ء
32	محمد منیب محمد مناف یوسف موسانی کا رشتہ بختاور ناصر ہارون جانگڑا سے طے ہوا	17 اکتوبر 2020ء
33	محمد ثاقب عمر فاروق عبدالعزیز موون کا رشتہ آمنہ حاجی جاوید حاجی یونس گنگ سے طے ہوا	17 اکتوبر 2020ء
34	محمد اسامہ محمد الیاس سلیمان جانگڑا کا رشتہ سارہ محمد فیصل زکریا گاندھی سے طے ہوا	17 اکتوبر 2020ء
35	عمیر قادر غلام قادر اسماعیل تولہ کا رشتہ اقرا محمد نعیم ابا عمر ایدھی سے طے ہوا	17 اکتوبر 2020ء
36	حمزہ زکریا اسماعیل مارواڑی کا رشتہ حلیمہ عبدالرؤف احمد بھائی گوڈلیا سے طے ہوا	17 اکتوبر 2020ء
37	بشیر احمد عبداللہ عبدالغنی موسانی کا رشتہ شازیہ بانو محمد فاروق عبدالرزاق موٹڈا سے طے ہوا	19 اکتوبر 2020ء
38	احمد محمد یوسف جان محمد کوزیا کا رشتہ بی بی آمنہ محمد شعیب حاجی علی محمد کھاتانی سے طے ہوا	19 اکتوبر 2020ء
39	راحیل محمد اقبال سلیمان موون کا رشتہ بشریٰ محمد احمد حاجی محمد طیب چکنا سے طے ہوا	19 اکتوبر 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
40	محمد ادریس عبداللہ عبدالغنی موسانی کا رشتہ سعیدہ محمد قاسم احمد سورتی سے طے ہوا	19 اکتوبر 2020ء
41	محمد وقاص عبدالمجید قاسم موسانی کا رشتہ صدف محمد فاروق عبدالغفار بھوڑا سے طے ہوا	20 اکتوبر 2020ء
42	کاشف محمد احمد حاجی محمد کاپڑیا کا رشتہ بسمہ احمد اکبر عبدالغفار لپوڈی سے طے ہوا	20 اکتوبر 2020ء
43	محمد اسامہ عبدالمجید قاسم موسانی کا رشتہ انعم فاطمہ مناف قاسم موسانی سے طے ہوا	20 اکتوبر 2020ء
44	شہزاد محمد حنیف محمد حسین اوساوالا کا رشتہ ماریہ محمد ابراہیم محمد عثمان ساکاوالا سے طے ہوا	21 اکتوبر 2020ء
45	احمد علی عبدالعزیز ولی محمد کسباتی کا رشتہ اقرا حبیب رحمت اللہ کاپڑیا سے طے ہوا	21 اکتوبر 2020ء
46	محمد مشعل حاجی آفتاب سلیمان بالاگام والا کا رشتہ رمشا محمد نعیم عبدالستار رونڈیا سے طے ہوا	23 اکتوبر 2020ء
47	اسد محمد ادریس عبدالستار سوتی کا رشتہ سمیرا محمد سہیل ابوبکر شیخا سے طے ہوا	23 اکتوبر 2020ء
48	حسنین محمد شریف حاجی احمد ایدھی کا رشتہ یسریٰ محمد جنید عبدالرزاق ایدھی سے طے ہوا	24 اکتوبر 2020ء
49	عادل شاہ محمد عمران عبدالغفار رینڈھا کا رشتہ فریحہ محمد یونس عبدالغنی بلوانی سے طے ہوا	27 اکتوبر 2020ء
50	محمد عوزیب عبدالغفار عبدالستار چھوالا کا رشتہ نیہا محمد آصف محمد سلیمان چھنی سے طے ہوا	28 اکتوبر 2020ء
51	دانیال محمد یوسف ذکریا شیرڈی والا کا رشتہ عائشہ محمد نعیم حاجی عبدالغفار رڈوانی سے طے ہوا	31 اکتوبر 2020ء

منگنی مبارک

☆ محمد اریب محمد عامر عبدالغفار کیسودیا کا رشتہ مہک اطہر سلیم پٹیل سے طے ہوا 17 جولائی 2020ء

☆ Muhammad Areeb Muhammad Aamir Abdul Ghaffar Kesodia with Mehak Ather Saleem Patel 17-07-2020

میمن بولی، مٹھی بولی، پانچے گھر میں میمنی بولی بولنی کھپے

اپنا تشخص، کلچر اور ثقافت میمن زبان بول کر زندہ رکھ سکتے ہیں

جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے

(شادی خانہ آبادی)

اکتوبر 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	محمد دانیال محمد جعفر محمد اسماعیل کھاتانی کی شادی کرن محمد زاہد عبدالعزیز مون سے ہوئی	یکم اکتوبر 2020ء
2	محمد بلال محمد فیصل محمد اقبال اوڈیا کی شادی ثمرہ محمد سلیم عبدالستار کاپڑیا سے ہوئی	9 اکتوبر 2020ء
3	زین العابدین عبدالروف عبدالرزاق کاپڑیا کی شادی سمیعہ محمد سلیم حاجی حسین کسباتی سے ہوئی	9 اکتوبر 2020ء
4	شاہد محمد سلیم حاجی ستار دیوان کی شادی اینا سجاد عبدالرزاق جانگڑا سے ہوئی	9 اکتوبر 2020ء
5	عبدالرافع محمد حنیف محمد یوسف موٹا کی شادی عذرا محمد عتیق عبدالستار بھوری سے ہوئی	10 اکتوبر 2020ء
6	محمد اسماعیل محمد ابراہیم محمد اسماعیل کاپڑیا کی شادی سمیعہ محمد نعیم عبدالغفار بج سے ہوئی	11 اکتوبر 2020ء
7	محمد عبداللہ محمد شاہد محمد صدیق کھڑیاوالا کی شادی سندس مشتاق محمد ریاض محمد یوسف مشتاق سے ہوئی	11 اکتوبر 2020ء
8	ارسلان محمد یوسف صالح محمد جانگڑا کی شادی سوہا محمد یاسین عبدالعزیز وکیری والا سے ہوئی	11 اکتوبر 2020ء
9	حذیفہ محمد ریاض محمد صدیق میارنی والا کی شادی توبا ابوبکر حاجی اسماعیل ایدھی سے ہوئی	11 اکتوبر 2020ء
10	محمد فاروق امان اللہ حبیب بھوت کی شادی امبر محمد یوسف عبدالشکور کچلیا سے ہوئی	16 اکتوبر 2020ء
11	عبد محمد یوسف حبیب ایدھی کی شادی ماہ نور عبدالرزاق محمد صدیق میمن حا سے ہوئی	16 اکتوبر 2020ء
12	بلال [illegible] سکندر ابوبکر نوری والا کی شادی [illegible] محمد آصف عبدالستار کندی سے ہوئی	16 اکتوبر 2020ء
13	[illegible] عبدالجبار محمد سلیمان [illegible] کی شادی [illegible] محمد صدیق ابا قاسم میمن حا سے ہوئی	18 اکتوبر 2020ء
14	اسامہ محمد حنیف عبدالحبیب گنجا کی شادی ام ہانی عبدالغفار حبیب گنجا سے ہوئی	18 اکتوبر 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
15	محمد یاسین عبدالغنی محمد ایوب موسانی کی شادی مریم محمد حنیف احمد عیسانی سے ہوئی	18 اکتوبر 2020ء
16	محمد راحیل محمد رفیق عبدالشکور آ کھائی کی شادی نیم علی بابا جان سعید سے ہوئی	18 اکتوبر 2020ء
17	بشر محمد اقبال عبدالستار پنکھیوا کی شادی صفا محبوب محمد عمر ڈمن سے ہوئی	22 اکتوبر 2020ء
18	محمد حبیب عبدالجبار رحمت اللہ چٹنی کی شادی ہانیہ مکرم محمد اشرف سے ہوئی	22 اکتوبر 2020ء
19	محمد راحیل محمد رفیق عبدالعزیز بھوری کی شادی عائشہ محمد اقبال عبدالستار پنکھیوا سے ہوئی	22 اکتوبر 2020ء
20	محمد معین محمد منیر سلیمان گگریا کی شادی سائرہ محمد یونس رحمت اللہ چاڑیا سے ہوئی	23 اکتوبر 2020ء
21	اسماعیل تابش محمد ابراہیم ابا حسین راوڈا کی شادی انعم محمد یونس عبدالستار رابڈیا سے ہوئی	23 اکتوبر 2020ء
22	احمد سلیم صالح محمد بدی کی شادی اریبہ ایوب عبداللہ حاجی احمد حسن فتح سے ہوئی	23 اکتوبر 2020ء
23	شہزاد عبدالرشید محمد داؤد موسانی کی شادی سکینہ محمد آصف محمد حسین موسانی سے ہوئی	23 اکتوبر 2020ء
24	حماد محمد حنیف حاجی محمد تولہ کی شادی مسکان زبیر عبدالرزاق بلا سے ہوئی	23 اکتوبر 2020ء
25	عبدالوہاب حاجی محمد یونس حبیب بیریا کی شادی شمیلا محمد ذکر محمد عمر بخاری سے ہوئی	24 اکتوبر 2020ء
26	محمد شعیب غلام حسین رحمت اللہ موٹا کی شادی عائشہ محمد قاسم محمد عمر ڈوسانی سے ہوئی	31 اکتوبر 2020ء

رزق کی قدر کیجیے

اتنا ہی نکالیں تھالی میں۔۔۔ بے کار نہ جائے نالی میں

گھر کا دسترخوان ہو یا شادی بیاہ کی تقریبات ہم میں سے اکثر لوگ اپنی ضرورت سے زیادہ کھانا نکالتے ہیں۔ کھانا بچنے کے بعد ضائع ہو جاتا ہے

نعمتوں کی قدر کیجیے۔ رزق ضائع نہ کیجیے

سوچیے کتنے لوگوں کو ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں

شادی مبارک

☆ محمد فیضان عبدالمجید اے طیب موسانی کی شادی صابرہ بانو ذیشان احمد اقبال کسباتی سے ہوئی — 7 فروری 2020ء

☆ Muhammad Faizan Abdul Majeed A. Tayyab Moosani — 07-02-2020
with Sabira Bano Zeeshan Ahmed Iqbal Kasbati

☆ معاذ منیر ستار جانگڑا کی شادی رحیمہ محمد آصف جان محمد جانگڑا سے ہوئی — 7 فروری 2020ء

☆ Maaz Munir Sattar Jangda — 07-02-2020
with Rahima Muhammad Asif Jan Muhammad Jangda

☆ محمد خرم محمد یوسف محمد قاسم لوبھیا کی شادی حنا محمد جاوید حاجی اسحاق راوڈا سے ہوئی — 7 فروری 2020ء

☆ Muhammad Khurram Muhammad Yousuf M. Qasim Lobhia — 07-02-2020
with Hina Muhammad Jawed Haji Ishaq Rawda

☆ معین آصف حاجی سلیمان بلوانی کی شادی یسری حاجی حفیظ محمد کھانانی سے ہوئی — 7 فروری 2020ء

☆ Moin Asif Haji Suleman Bilwani — 07-02-2020
with Yusra Haji Hafeez Muhammad Khanani

☆ محمد انس محمد الیاس عبدالعزیز کوڈواوی کی شادی حبہ محمد اسلم اسحاق جانگڑا سے ہوئی — 7 فروری 2020ء

☆ Muhammad Anus Muhammad Ilyas Abdul Aziz Kodvavi — 07-02-2020
with Hiba Muhammad Aslam Ishaq Jangda

کرونا وباء سے بچیئے احتیاط کیجیے۔ صحت مند رہیے

☆ کرونا وائرس دوبارہ عالمی وباء کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ ہر ایک کو احتیاط کرنا لازمی ہے۔

☆ جلد علامات ظاہر نہ کرنے والا خاموش قاتل جانوروں سے انسانوں میں منتقل ہوا ہے۔ جس نے ہر شعبہ زندگی کو مفلوج کر دیا ہے۔

☆ مرنے والوں میں 80 فیصد ضعیف العمر، متاثرہ شخص کی چھینک چھ فٹ کے اندر ہر چیز کو متاثر کر سکتی ہے۔

☆ صحت و عافیت کی دعاؤں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس موذی وباء اور مرض سے بچائے (آمین)

بانٹوا میمن برادری کے بچوں کا رشتہ دیگر برادری میں طے ہوا

اکتوبر 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	ابتاج اسد زعدانی عبدالقادر ابوبکر زعدانی کا رشتہ توبا محمد فاروق عبدالغفار بھلڑا سے طے ہوا	یکم اکتوبر 2020ء
2	عبدالرافع محمد یوسف محمد یعقوب مینڈھا کا رشتہ جبین عبدالغفار عبدالستار پوپٹ پوترا سے طے ہوا	3 اکتوبر 2020ء
3	حارث عبدالغنی محمد ہارون بھاگنڈ کا رشتہ سعدیہ محمد صابر محمد ہارون لدھا سے طے ہوا	23 اکتوبر 2020ء
4	محمد سعد محمد ساجد عبدالشکور سورٹھیا کا رشتہ آمنہ عمران حاجی ابا حسین جاگڑا سے طے ہوا	23 اکتوبر 2020ء
5	شاہدا اسماعیل محمد یوسف جیوانی کا رشتہ راحت محمد فاروق حاجی عبداللطیف کھاتائی سے طے ہوا	26 اکتوبر 2020ء

کچی منگنی

اکتوبر 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	فیضان عبدالغفار عبدالستار پوپٹ پوترا کا رشتہ ارم محمد یوسف عبداللہ بخاری سے طے ہوا	3 اکتوبر 2020ء
2	محمد شرجیل پرویز محمد تاج محمد کا رشتہ مریم محمد یعقوب عبداللطیف شیرڈی والا سے طے ہوا	3 اکتوبر 2020ء
3	انیس الرحمٰن محمد الیاس محمد باقر کا رشتہ رمشا ناصر عبدالستار جاگڑا سے طے ہوا	12 اکتوبر 2020ء
4	محمد شہروز خان محمد جاوید خان عبدالمجید خان کا رشتہ عائشہ محمد فاروق احمد کھاتائی سے طے ہوا	17 اکتوبر 2020ء
5	محمد مخدوم حنیف محمد صدیق بدو کا رشتہ ارم فاطمہ شفیع محمد احمد جونیجو سے طے ہوا	26 اکتوبر 2020ء
6	مدثر محمد حنیف داؤد دلوانی کا رشتہ سونیہ محمد عارف حاجی اسماعیل لکھی سے طے ہوا	31 اکتوبر 2020ء

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے موصولہ مرحومین کی فہرست کا گجراتی سے ترجمہ

یکم اکتوبر 2020ء ---- 31 اکتوبر 2020ء　　ٹیلی فون نمبر: بانٹوا انجمن حمایت اسلام 32202973

تعزیت: ہم ان تمام بھائیوں اور بہنوں سے دلی تعزیت کرتے ہیں جن کے خاندان کے افراد اللہ رب العزت کے حکم سے انتقال کر گئے۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

صدور، جنرل سیکریٹری اور اراکین مجلس منتظمہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

نوٹ: مرحومین کے اسمائے گرامی بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے "شعبہ تجہیز و تکفین" کے اندراج کے مطابق شائع کیے جا رہے ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
1-	6 اکتوبر 2020ء	نیلوفر محمد عمر اللہ رکھا راوڈا زوجہ محمد یونس مودی	54 سال
2-	7 اکتوبر 2020ء	محمد وسیم ابوبکر عبدالرحمٰن سنوسرا والا	47 سال
3-	10 اکتوبر 2020ء	ایاز محمد حنیف کھانانی	53 سال
4-	10 اکتوبر 2020ء	مجیدہ عثمان گوڈیا زوجہ محمد الیاس جانگڑا	72 سال
5-	10 اکتوبر 2020ء	رخسانہ عبدالرزاق سامانا زوجہ ابوطالب موسانی	63 سال
6-	10 اکتوبر 2020ء	سہیلا گل محمد شیخانی زوجہ توفیق کھانانی	61 سال
7-	11 اکتوبر 2020ء	محمد اویس محمد یعقوب چرکھا	35 سال
8-	12 اکتوبر 2020ء	محمد ناصر محمد سکندر بھنگیا	42 سال
9-	14 اکتوبر 2020ء	محمد رفیق عبدالستار راوڈیا	67 سال
10-	16 اکتوبر 2020ء	علی محمد عمر میمیا	74 سال
11-	18 اکتوبر 2020ء	محمد رفیق حاجی محمد گوادا	75 سال
12-	20 اکتوبر 2020ء	محمد امین جان محمد تجوڑی والا	65 سال

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
13-	21 اکتوبر 2020ء	حور بانو عبدالستار بھنگڑا زوجہ عبدالستار بھنگڑا	65 سال
14-	22 اکتوبر 2020ء	فیروزہ بانو عبدالستار کھانانی زوجہ امان اللہ جھنڈیا	70 سال
15-	23 اکتوبر 2020ء	ریاض عبدالرزاق وحیڈیا	56 سال
16-	24 اکتوبر 2020ء	زہرہ حاجی ستار حاجی پیر محمد کلکتہ والا زوجہ علی محمد دادا	60 سال
17-	25 اکتوبر 2020ء	محمد یوسف حبیب دیوان	67 سال
18-	25 اکتوبر 2020ء	محمد یوسف عبدالستار ربولی	69 سال
19-	28 اکتوبر 2020ء	فریدہ محمد حبیب موسانی زوجہ اقبال کندوئی	56 سال

کچی منگنی

OCTOBER 2020

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Faizan Abdul Ghaffar Abdul Sattar Popatpotra with Erum Muhammad Yousuf Abdullah Bhukhari	03-10-2020
2	☆.....Muhammad Sharjeel Pervez Muhammad Taj Muhammad with Marium Muhammad Yaqoob Abdul Latif Sherdiwala	03-10-2020
3	☆.....Anis ul Rehman Muhammad Ilyas Muhammad Bakir with Ramsha Nasir Abdul Sattar Jangda	12-10-2020
4	☆.....Muhammad Sharoz Khan Muhammad Jawed Khan Abdul Majid Khan with Ayesha Muhammad Farooq Ahmed Khanani	17-10-2020
5	☆.....Muhammad Makhdoom Hanif Muhammad Siddiq Biddu with Erum Fatima Shafi Muhammad Ahmed Junijo	26-10-2020
6	☆.....Mudassir Muhammad Hanif Dawood Bilwani with Soniya Muhammad Arif Haji Ismail Cutchi	31-10-2020

بانٹوا میمن برادری کے بچوں کا رشتہ دیگر برادری میں طے ہوا

OCTOBER 2020

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Ebtehaj Asad Zindani Abdul Qadir AbuBaker Zindani with Tuba Muhammad Farooq Abdul Ghaffar Bhatda	01-10-2020
2	☆......Abdul Rafay Muhammad Yousuf Muhammad Yaqoob Mendha with Jabeen Abdul Ghaffar Abdul Sattar Popatpotra	03-10-2020
3	☆......Haris Abdul Ghani Muhammad Haroon Bhagad with Sadia Muhammad Sabir Muhammad Haroon Ladha	23-10-2020
4	☆......Muhammad Saad Muhammad Sajid Abdul Shakoor Sorathia with Amna Imran Haji Aba Hussain Jangda	23-10-2020
5	☆......Shahid Ismail Muhammad Yousuf Jiwani with Rahat Muhammad Farooq Haji Abdul Latif Khanani	26-10-2020

ماہنامہ میمن سماج کے قارئین سے مودبانہ ضروری گزارش

ماہنامہ میمن سماج میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کا نام آتا ہے اس کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اگر قرآنی آیات کا حوالہ بھی آتا ہے۔

قارئین سے مودبانہ گزارش ہے کہ بے حرمتی سے بچانے کے لئے میمن سماج کو فرش پر نہ رکھیں بلکہ ٹیبل یا الماری کے اوپر پڑھ کر یا پڑھنے سے پہلے بھی ایسی جگہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ نیز قرآنی آیات کی بے حرمتی نہ ہو۔ (ادارہ)

1st October to 31st October 2020
Bantva Anjuman Himayat-e-Islam
Contact No. 32202973 - 32201482

S.No.	Date	Name	Age
1	06-10-2020	Nilofer Muhammad Umer Allah rakha Rawda w/o. Muhammad Younus Modi	54 years
2	07-10-2020	Muhammad Wasim AbuBaker Abdul Rehman Sanosrawala	47 years
3	10-10-2020	Ayaz Muhammad Hanif Khanani	53 years
4	10-10-2020	Majeeda Usman Kudya w/o. Muhammad Ilyas Jangda	72 years
5	10-10-2020	Rukhsana Abdul Razzak Samla w/o. Abu Talib Moosani	63 years
6	10-10-2020	Sohaila Gul Muhammad Sheikha w/o. Muhammad Toufiq Khanani	61 years
7	11-10-2020	Muhammad Owais Muhammad Yaqoob Charkla	35 years
8	12-10-2020	Muhammad Amir Muhammad Sikander Bhutkia	42 years
9	14-10-2020	Muhammad Rafiq Abdul Sattar Navadia	87 years
10	16-10-2020	Ali Muhammad Umer Mesiya	74 years
11	18-10-2020	Muhammad Rafiq Haji Muhammad Goawala	75 years
12	20-10-2020	Muhammad Amin Jan Muhammad Tejoriwala	65 years
13	21-10-2020	Hoor bano Abdul Sattar Bhangda w/o. Abdul Sattar Bhangda	65 years
14	22-10-2020	Feroza Bano Abdul Sattar Khanani w/o. Amanullah Zandia	70 years

S.No	Date	Name	Age
15	23-10-2020	Riaz Abdul Razzak Dhisidia	56 years
16	24-10-2020	Zohra Haji Sattar Haji Pir Muhammad Calcuttawala w/o. Ali Muhammad Dada	80 years
17	25-10-2020	Muhammad Yousuf Habib Diwan	67 years
18	25-10-2020	Muhammad Yousuf Abdul Sattar Bilwani	69 years
19	28-10-2020	Farida Muhammad Habib Moosani w/o. Muhammad Iqbal Kandoi	56 years

ناول کورونا وائرس وباء سے اپنا بچاؤ اور احتیاط کریں

بانٹوا میمن جماعت آفس میں تشریف لانے والوں (مرد اور خواتین) کے لئے

ضروری گزارش

موجودہ ناول کورونا وائرس وباء کے باعث ہم سب کو احتیاط کرنا لازمی ہے۔ جماعت کے معزز عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کی جانب سے ہدایت کی جاتی ہے۔ جماعت کے دفتر میں داخلہ کی اجازت فیملی کے ایک فرد کو ہے اور بچوں کا داخلہ سخت منع ہے۔ داخلہ کے لئے ضروری ہے کہ اس نے ماسک پہنا ہو اور ہاتھوں کو Sanitizer کر کے دفتر میں داخل ہوں۔ دوسری بات یہ کہ خواتین اپنے مرحومین کے گھر "سوئم۔ قرآن خوانی" میں جانے کے بعد وہاں فاصلہ رکھیں اور ماسک پہن کر شرکت کریں۔ احتیاط بے حد ضروری ہے۔

نیک خواہشات

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

S.NO	NAMES	DATE
21	☆.....Ismail Tabish Muhammad Ibrahim Aba Hussain Rawda with Anum Muhammad Younus Abdul Sattar Rabdia	23-10-2020
22	☆.....Ahmed Salim Saleh Muhammad Badi with Areeba Ayub Abdullah Haji Ahmed Hassan Fattah	23-10-2020
23	☆.....Shahzad Abdul Rashid Muhammad Dawood Moosani with Sakina Muhammad Asif Muhammad Hussain Moosani	23-10-2020
24	☆.....Hammad Muhammad Hanif Haji Muhammad Tola with Muskan Zubair Abdul Razzak Billa	23-10-2020
25	☆.....Abdul Wahab Haji Muhammad Younus Habib Beria with Shahnila Muhammad Zikar Muhammad Umar Bhattari	24-10-2020
26	☆.....Muhammad Shoaib Ghulam Hussain Rehmatullah Mota with Ayesha Muhammad Qasim Muhammad Umer Doosani	31-10-2020

حدیث رسول ﷺ

”اگر کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے یا کھیت بوتا ہے جس سے انسان، چرند، پرند روزی حاصل کرتے ہیں تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔“

Printed at: **Muhammed Ali — City Press**
OB-7A, Mehersons Street, Mehersons Estate,
Talpur Road, Karachi-74000. **PH : 32438437**
Honorary Editor: **Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia**
Published by: **Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu**
At **Bantva Memon Jamat (Regd.)**
Near Raja Mansion, Beside Hoor Bai Hajiani School, Yaqoob Khan Road, Karachi.
Phone: 32728397 - 32768214 - 32768327
Website : www.bmjr.net **Email:donate@bmjr.net**

بانٹوا میمن جماعت
قیام 2 مارچ 1950

S.NO	NAMES	DATE
9	☆.....Huzaifa Muhammad Riaz Muhammad Siddiq Mayariwala with Tooba AbuBaker Haji Ismail Adhi	11-10-2020
10	☆.....Muhammad Farooq Amanullah Habib Bhoot with Amber Muhammad Yousuf Abdul Shakoor Kachaliya	16-10-2020
11	☆.....Ubaid Muhammad Yousuf Habib Adhi with Maha Noor Abdul Razzaq Muhammad Siddiq Mendha	16-10-2020
12	☆.....Bilal Raza Sikandar AbuBaker Naviwala with Aqsa Muhammad Asif Abdul Sattar Kandhoi	16-10-2020
13	☆.....Mustafa Abdul Jabbar Muhammad Suleman Maimini with Maha Muhammad Siddiq Aba Qasim Mendha	18-10-2020
14	☆.....Osama Muhammad Hanif Abdul Habib Ghancha with Umm-e-Hani Abdul Ghaffar Habib Ghancha	18-10-2020
15	☆.....Muhammad Yasin Abdul Ghani Muhammad Ayub Moosani with Mariam Muhammad Hanif Ahmed Essani	18-10-2020
16	☆.....Muhammad Raheel Muhammad Rafiq Abdul Shakoor Akhai with Neelam Ali Baba Jan Syed	18-10-2020
17	☆.....Mubashir Muhammad Iqbal Abdul Sattar Pankhida with Safa Mehboob Muhammad Umer Hadman	22-10-2020
18	☆.....Muhammad Mohib Abdul Jabbar Rehmatullah Chatni with Hania Mukarram Muhammad Ashraf	22-10-2020
19	☆.....Muhammad Rahil Muhammad Rafiq Abdul Aziz Bhuri with Ayesha Muhammad Iqbal Abdul Sattar Pankhida	22-10-2020
20	☆.....Muhammad Moin Muhammad Munir Suleman Nagaria with Saira Muhammad Younus Rehmatullah Chamdia	23-10-2020

Wedding

OCTOBER 2020

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Muhammad Daniyal Muhammad Jaffer Muhammad Ismail Khanani with Kiran Muhammad Zahid Abdul Aziz Moon	01-10-2020
2	☆......Muhammad Bilal Muhammad Faisal Muhammad Iqbal Avedia with Nimra Muhammad Saleem Abdul Sattar Kapadia	09-10-2020
3	☆......Zain-ul-Abideen Abdul Rauf Abdul Razzak Kapadia with Sumaiya Muhammad Salim Haji Hussain Kasbati	09-10-2020
4	☆......Shahid Muhammad Saleem Haji Sattar Diwan with Esha Sajjad Abdul Razzak Jangda	09-10-2020
5	☆......Abdul Rafay Muhammad Hanif Muhammad Yousuf Mota with Azra Muhammad Ateeq Abdul Sattar Bhuri	10-10-2020
6	☆......Muhammad Ismail Muhammad Ibrahim Muhammad Ismail Kapadia with Sumiya Muhammad Naeem Abdul Ghaffar Bij	11-10-2020
7	☆......Muhammad Abdullah Muhammad Shahid Muhammad Siddiq Khadiawala with Sundus Mushtaq Muhammad Riaz Muhammad Yousuf Mushtaq	11-10-2020
8	☆......Arsalan Muhammad Yousuf Saleh Muhammad Jangda with Soha Muhammad Yaseen Abdul Aziz Vakriwala	11-10-2020

S.NO	NAMES	DATE
47	☆.....Asad Muhammad Idrees Abdul Sattar Moti with Sehra Muhammad Sohail Abu Baker Sheikha	23-10-2020
48	☆.....Hasnain Muhammad Sharif Haji Ahmed Adhi with Yusra Muhammad Junaid Abdul Razzak Adhi	24-10-2020
49	☆.....Adil Shah Muhammad Imran Abdul Ghaffar Mendha with Fareeba Muhammad Younus Abdul Ghani Bilwani	27-10-2020
50	☆.....Muhammad Uzaib Abdul Ghaffar Abdul Sattar Chautawala with Niha Muhammad Asif Muhammad Suleman Chatni	28-10-2020
51	☆.....Daniyal Muhammad Yousuf Zakaria Sherdiwala with Ayesha Muhammad Naeem Haji Abdul Ghaffar Advai	31-10-2020

Wedding

OCTOBER 2020

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Muhammad Daniyal Muhammad Jaffer Muhammad Ismail Khanani with Kiran Muhammad Zahid Abdul Aziz Moon	01-10-2020
2	☆......Muhammad Bilal Muhammad Faisal Muhammad Iqbal Avedia with Nimra Muhammad Saleem Abdul Sattar Kapadia	09-10-2020
3	☆......Zain-ul-Abideen Abdul Rauf Abdul Razzak Kapadia with Sumaiya Muhammad Salim Haji Hussain Kasbati	09-10-2020
4	☆......Shahid Muhammad Saleem Haji Sattar Diwan with Esha Sajjad Abdul Razzak Jangda	09-10-2020
5	☆......Abdul Rafay Muhammad Hanif Muhammad Yousuf Mota with Azra Muhammad Ateeq Abdul Sattar Bhuri	10-10-2020
6	☆......Muhammad Ismail Muhammad Ibrahim Muhammad Ismail Kapadia with Sumiya Muhammad Naeem Abdul Ghaffar Bij	11-10-2020
7	☆......Muhammad Abdullah Muhammad Shahid Muhammad Siddiq Khadiawala with Sundus Mushtaq Muhammad Riaz Muhammad Yousuf Mushtaq	11-10-2020
8	☆......Arsalan Muhammad Yousuf Saleh Muhammad Jangda with Soha Muhammad Yaseen Abdul Aziz Vakriwala	11-10-2020

S.NO	NAMES	DATE
34	☆.....Muhammad Usama Muhammad Ilyas Suleman Jangda with Sarah Muhammad Faisal Zikaria Gandhi	17-10-2020
35	☆.....Omair Qader Ghulam Qader Ismail Tola with Iqra Muhammad Naeem Aba Umer Adhi	17-10-2020
36	☆.....Hamza Zakaria Ismail Marwadi with Haleema Abdul Rauf Ahmed Bhai Gondalia	17-10-2020
37	☆.....Bashir Ahmed Abdullah Abdul Ghani Moosani with Shazia Bano Muhammad Farooq Abdul Razzaq Monda	19-10-2020
38	☆.....Ahmed Muhammad Yousuf Jan Muhammad Kudiya with Bibi Amna Muhammad Shoaib Haji Ali Muhammad Khanani	19-10-2020
39	☆.....Raheel Muhammad Iqbal Suleman Moon with Bushra Muhammad Ahmed Haji Muhammad Tayyab Chikna	19-10-2020
40	☆.....Muhammad Idrees Abdullah Abdul Ghani Moosani with Saniya M. Qasim Ahmed Surti	19-10-2020
41	☆.....Muhammad Waqas Abdul Majeed Qasim Moosani with Sadaf Muhammad Farooq Abdul Gnaffar Bhatda	20-10-2020
42	☆.....Kashif Muhammad Ahmed Haji Muhammad Kapadia with Sumera Muhammad Akbar Abdul Ghaffar Lapodi	20-10-2020
43	☆.....Muhammad Osama Abdul Majeed Qasim Moosani with Anum Fatima Munaf Qasim Moosani	20-10-2020
44	☆.....Shahzad Muhammad Hanif Muhammad Hussain Osawala with Maria Muhammad Ibrahim Muhammad Usman Sakawala	21-10-2020
45	☆.....Ahmed Ali Abdul Aziz Wali Muhammad Kasbati with Iqra Habib Rehmatullah Kapadia	21-10-2020
46	☆.....Muhammad Mashal Haji Aftab Suleman Balagamwala with Ramsha Muhammad Naeem A. Sattar Dandia	23-10-2020

S.NO	NAMES	DATE
22	☆.....Muhammad Ali Muhammad Hanif Abdul Aziz Polani with Nimra Muhammad Naeem Muhammad Siddiq Mesia	10-10-2020
23	☆.....Muhammad Hussain Muhammad Anis Abdul Ghani Tabani with Saru Muhammad Shahid Abdul Samad Chogala	12-10-2020
24	☆.....Nabeel Muhammad Yaqoob Rehmatullah Sheikha with Nazia Muhammad Aslam Haji Rehmatullah Katiya	12-10-2020
25	☆.....Muhammad Asif Muhammad Naeem Amanullah Kapadia with Ayesha Muhammad Jawed Muhammad Usman Advani	13-10-2020
26	☆.....Ahmed Salim Saleh Muhammad Badi with Areeba Ayub Abdullah Haji Ahmed Hassan Fattah	14-10-2020
27	☆.....Anique Abdul Samad Abdul Razzak Lathia with Yusra Sibtain Sufiyan Muhammad Amin Doctor	14-10-2020
28	☆.....Muhammad Bilal Muhammad Saleem Abdul Aziz Khanani with Ayesha Muhammad Hanif Haji Aba Ali Sholapurwala	15-10-2020
29	☆.....Bilal Ahmed Aftab Ahmed Abdul Sattar Adhi with Aeman Muhammad Raees Abdul Rehman Turma	15-10-2020
30	☆.....Uzair Muhammad Rafiq Abdul Sattar Khadiawala with Muskan Muhammad Nadeem Muhammad Mandvia	15-10-2020
31	☆.....Muhammad Ahmed Enayat Jan Muhammad Moti with Aiza Muhammad Amin Haji Sattar Panwala	16-10-2020
32	☆.....Muhammad Muneeb Muhammad Munaf Yousuf Moosani with Bakhtawar Nasir Haroon Jangda	17-10-2020
33	☆.....Muhammad Saqib Umer Farooq Abdul Aziz Moon with Aamna Haji Jawed Haji Younus Gung	17-10-2020

S.NO	NAMES	DATE
10	☆.....Muhammad Tahir Muhammad Iqbal Muhammad Suleman Marsia with Kiran Muhammad Shahid Muhammad Iqbal Diwani	03-10-2020
11	☆.....Muhammad Owais Noor Muhammad Muhammad Ibrahim Khanani with Sumiya Muhammad Tariq Jan Muhammad Ghaniwala	03-10-2020
12	☆.....Haris Yousuf Haji Ismail Nini with Fatima Muhammad Iqbal Habib Saleh Muhammad Moosani	05-10-2020
13	☆.....Abdullah Muhammad Hanif Muhammad Ahmed Khanani with Tooba Muhammad Jawed Abdul Ghaffar Jangda	05-10-2020
14	☆.....Abdul Razzak Muhammad Siddiq Abdul Razzak Halari with Fizza Humera Khayam Memon Abdul Khaliq Jangda	06-10-2020
15	☆.....Abdullah Haji Jaffar Hussain with Soha Muhammad Ashraf Haroon Rehmatullah Ratria	07-10-2020
16	☆.....Muhammad Faaz Muhammad Saleem Haji Abdul Karim Diwan with Insharah Abdul Samad Abdul Ghaffar Kasbati	07-10-2020
17	☆.....Muhammad Siraj Muhammad Zubair Jan Muhammad Bhuri with Sidra Muhammad Jawed Aba Tayyab Jangda	09-10-2020
18	☆.....Talha Muhammad Yaseen Abdul Sattar Gurwala with Areeba Faisal Muhammad Rafiq Jangda	09-10-2020
19	☆.....Abdul Qadir Muhammad Arif Muhammad Umer Kothari with Bushra Muhammad Faisal Haji Qasim Akhai	09-10-2020
20	☆.....Talha Muhammad Noman Abdul Ghaffar Moosani with Ayesha Muhammad Amir Haji Muhammad Yousuf Popatpotra	10-10-2020
21	☆.....Adnan Muhammad Amin Abdul Aziz Halari with Sunehla Ahmed Haji Kareem Bhutda	10-10-2020

Engagement

OCTOBER 2020

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Usama Muhammad Yasin Moosa Adhi with Zainab Qasim Abdul Latif (Younus) Mangrolwala	01-10-2020
2	☆.....Sufiyan Muhammad Siddiq Abdul Sattar Ajakia with Habiba Imran Ahmed Muhammad Jaffar Shiwani	01-10-2020
3	☆.....Muhammad Daniyal Muhammad Jaffer Muhammad Ismail Khanani with Kiran Muhammad Zahid Abdul Aziz Moon	02-10-2020
4	☆.....Muhammad Mustafa Muhammad Yakoob Abdul Razzak Jangda with Khadija Nadeem Muhammad Bhai Moon	02-10-2020
5	☆.....Faizan Ahmed Muhammad Zubair Hussain Dandia with Arbeena Sara Altaf Hussain Abdul Aziz Cutleriwala	02-10-2020
6	☆.....Sanan Saqib Muhammad Aslam Jan Muhammad Kapadia with Zainab Muhammad Sohail Muhammad Haroon Moon	02-10-2020
7	☆.....Muhammad Umair Muhammad Arif Habib Moosani with Mehwish Maqsood Usman Bhangaria	02-10-2020
8	☆.....Salman Gul Muhammad Aba Umer Madraswala with Aisha A. Samad Haji Adam Ozri	02-10-2020
9	☆.....Danish Abdul Majeed Abdul Sattar Sabuwala with Makiya Muhammad Hanif Muhammad Usman Amodi Mamodi	02-10-2020

રાજતંત્ર એટલે મતગણત્રીના ધોરણે રાજકીય નિર્ણય થાય છે તેવી રીતે તેઓ અહીં રાજકીય સુધારા કરવા લાગ્યા. હિંદુ ભાઈઓને એમ જાણવામાં આવ્યું કે આ ઢબે હિંદનું રાજતંત્ર ચલાવવામાં આવે તો તેઓનો આખા હિંદ ઉપર કાબુ થઈ શકે કારણ કે હિંદુઓ મુસ્લિમો કરતા ત્રણ ગણા છે, અને તેથી જ તેઓ હિંદમાં યુરોપી લોકશાહી રાજતંત્ર જેમાં વધુમતિના હાથમાં રાજસત્તા હોય છે તે ઢબનું રાજતંત્ર અહીં સ્થાપવા હઠાગ્રહ કરી રહ્યા છે, પણ યુરોપ તથા હિંદની હાલત અલગ છે. ત્યાં ધર્મ એક જ છે, રહેણી કરણી એકસરખી છે. આપસમાં લગ્નો થાય છે પણ હિંદનો મામલો અલગ છે. હિંદમાં હિંદુઓને મુસલમાનો આઠસો વરસ થયા ભેગા વસે છે, છતાં હજી લગી તેઓ જુદી જુદી પ્રજા છે, કારણ હિંદુઓ અને મુસલમાનોનો ધર્મ અલગ છે, ભાષા, રહેણી કરણી, રિવાજ બધુંય જુદું છે. હિંદના રાજકીય મડાગાંઠ ફકત એકજ ઉકેલ છે અને તે પાકિસ્તાન જ છે.

વધુ આગળ ચાલતાં મી. ચુંદરીગરે પંજાબના હાલના મામલા વિષે બોલતાં જણાવ્યું કે ખિઝર હયાતખાનને લીગમાંથી બરતરફ કરવાથી પંજાબમાં લીગની સ્થિતિ નબળી થવાનો જરા પણ ભય નથી ખિઝર હયાતખાને યુનિયનીસ્ટ પાર્ટી વિખેરી ધારાસભામાં મુસ્લિમ પાર્ટી ઊભી કરી. બીજા પક્ષો સાથે મળી મુસ્લિમ લીગ કોએલીશન મીનીસ્ટ્રી ઊભી કરવા કાઈદે આઝમની માંગણી નહીં સ્વીકારવાથી તેમને લીગમાંથી હાંકી કાઢવામાં આવ્યા છે જે, વ્યાજબી જ છે. એક તરફ ખિઝર હયાતખાન મુસ્લિમ લીગના મેમ્બર હોવાનું કબૂલ કરે છે. બીજી તરફ તેમની પ્રાંતિક બાબતમાં લીગની આજ્ઞા માનવા ઈન્કાર કરે છે. આવા બંને તરફ ઢોલ વગાડનાર કોમ દ્રોહીઓનું લીગમાં સ્થાન ન જ હોવું જોઈએ, અને એ દિવસ બહુ દૂર નથી કે ખિઝર હયાતખાન પણ એક દિવસ બંગાલના ફઝલુલ હકકની હારમાં જઈ બેસશે, અને જરૂર ખુદા ચાહે પંજાબના જોશીલા મુસલમાન તેમ કરી બતાવશે.

ત્યાર બાદ જનાબ નિઝામુદ્દીન કુરૈશીએ પોતાની રમુ શૈલીમાં બોલતાં પોતે ૧૯૦૯માં જ્યારે બાંટવામાં રેલ્વે પણ ન હતી, ત્યારે શાપુરથી બાંટવા ગામડામાં કરેલ મુસાફરીનો ચિતાર રજુ કર્યો હતો, અને બાંટવાવાસીઓની લીગ તરફની વફાદારીના ભારે વખાણ કર્યા હતા.

ત્યાર પછી અમદાવાદના જાણીતા વકીલ શેખ આહમદ મિયાં સાહેબે બોલતાં જણાવ્યું કે હાલ કહેવાતા રાષ્ટ્રીય અખબારો ગાંધીજીના છુટકારા બાદ મુસ્લિમ લીગના આગેવાનો તરફ તોહમત લગાડી રહ્યા છે કે ગાંધીજી તથા બીજા હિંદુ આગેવાનો મુસ્લિમો સાથે હિંદુ-મુસ્લિમ ઝઘડાનો નિવેડો લાવવા તદ્દન તૈયાર છે, પણ કાઈદે આઝમ તથા મુસ્લિમ લીગ કોઈ પણ હાલતે તેવી સમજુતી આપસમાં થાય તેવું ઈચ્છતી નથી, પણ આ વાત તદ્દન વાહીયાત છે. અલકાઈદ હિંદુઓ સાથે જો તેઓ પાકિસ્તાનના સિદ્ધાંતને કબુલ રાખતા હોય તો સમાધાન કરવા હર વખતે તૈયાર છે પણ કોંગ્રેસીઓ તથા ગાંધીજી જ મુસલમાનો સાથે સમાધાન કરવા તૈયાર નથી, એ ખુલ્લે ખુલ્લું ગાંધીજીના અલ કાઈદ ઉપરના પત્રમાં જેની ખૂબ હોહા થઈ છે તે પત્રમાંથી જણાઈ આવે છે.

ત્યાર બાદ પ્રમુખ સાહેબે ટુંકુ ભાષણ કર્યું હતું અને જનાબ સુલેમાન હાજી ઈબ્રાહીમે પ્રમુખ સાહેબ તથા હાજરીનોનો આભાર માન્યો હતો અને સભા મોડી રાત્રે અલ્લાહો અકબર તથા મુસ્લિમ લીગ ઝિંદાબાદ, અલ કાઈદ ઝિંદાબાદના ગગનભેદી અવાજો વચ્ચે બરખાસ્ત થઈ હતી. ●

આજથી 76 વર્ષ પહેલા બાંટવાની પ્રવૃત્તિઓની ઝાંખી કરાવતા સમાચાર જે તા. 11 જુન 1944 માં 'વતન' દૈનિકમાં પ્રગટ થયા હતા

મેમણ ધનવાનોએ ઉદ્યોગમાં ઝંપલાવવું જોઈએ

જ. ચુંદરીગરનું મુસ્લિમ કોમને પ્રેરણા દેતું ભાષણ

બાંટવા, તા. ૯ : અહીં ગુજરાત મુસ્લિમ એજ્યુકેશનલ સોસાયટીના ડેપ્યુટેશનના લીગી આગેવાનો જનાબ ઈસ્માઈલભાઈ ચુંદરીગર, મી. નિઝામુદ્દીન કુરેશી તથા શેખ આહમદ મિયાં વકીલ આવેલ હોઈ તે તકનો લાભ લેવા અંગેની મેમણ સેવા સમિતિ, અંજુમને હિમાયતે ઈસ્લામ તથા મુસ્લિમ સ્ટુડન્ટસ ફેડરેશનના ભેગા સહકારથી એક જંગી સભા મોહમેડન લાયબ્રેરી પાસે ઈશા બાદ મળી હતી. સભાનું પ્રમુખસ્થાન અહીંના જાણીતા કોમી હમદર્દ શેઠ સુલેમાન હાજી પીરમહમદે શોભાવ્યું હતું. તિલાવત પછી કોમી નઝમો મી. યુસુફ દાઊદ કોડવાવી તથા મહમદ શફીએ સંભળાવી હતી. મુસ્લિમ સ્ટુડન્ટસ ફેડરેશનના જોશીલા મેમ્બરોએ એક પુરજોશ કોમી કોરસ સંભળાવ્યું હતું. ત્યાર પછી કાઠિયાવાડના આગેવાન મુસ્લિમ લીડર જનાબ ઉસમાન ઈસાભાઈ વકીલે જનાબ ચુંદરીગર તથા બીજા મહેમાનોની ઓળખ સભાજનોને કરાવી હતી અને જનાબ ચુંદરીગર સાહેબને ભાષણ કરવા વિનંતી કરી હતી અને ચુંદરીગર સાહેબ તાળીઓના જોશભેર અવાજો સાથે ભાષણ કરવા ઊભા થયા હતા.

જનાબ ચુંદરીગર સાહેબે ભાષણ કરતાં કાઠિયાવાડના મેમણ વેપારીઓ અને ખાસ કરી બાંટવાના વેપારીઓની કુનેહના ભારે વખાણ કર્યાં હતા. સાથે સાથે અહીંના સંખ્યાબંધ કરોડપતિઓના હિંદના હુન્નર ઉદ્યોગ કે મીલ ઈન્ડસ્ટ્રીમાં કોઈ પણ હિસ્સો નહીં હોવા બદલ ભારે ખેદ બતાવ્યો હતો. મેમણોની હાલની વેપાર પદ્ધતિમાં ૨૫ લાખની મૂડીમાં કેટલા માણસો નભે છે પણ તેટલા જ રૂપિયા મીલ ઉદ્યોગ કે આવા જ બીજા માલ ઉત્પન્ન કરવાના કારખાનાઓમાં રોકવામાં આવે તો કેટલા માણસોને રોજી મળે તે વિગતવાર સમજાવ્યું હતું.

પરદેશથી આયાત થતા માલમાં પણ મુસ્લિમ વેપારીઓનો નજીવો હિસ્સો છે. કાપડ સુતરની મીલોમાં પણ આપણો કાંઈ હિસ્સો નથી. કાપડ મીલોની એજન્સીઓ પણ ગૈરમુસ્લિમોની જ છે. આપણે હુન્નર ઉદ્યોગના નાના-મોટા કારખાનાઓ ઊભા કરવા ધ્યાન આપવાની બહુ જરૂરત છે, અને એવા કારખાનાઓ સારી રીતે ચલાવવા આપણી જ કોમના નિષ્ણાંતો હોવા જોઈએ, માટે તાલીમ લેતા નવજવાનોએ પણ ઔદ્યોગિક અને એન્જિનિયરીંગ શિક્ષણ તરફ ધ્યાન આપવું જોઈએ.

આગળ ચાલતાં મી. ચુંદરીગરે જણાવ્યું કે મને આ જાણી બહુ જ ખુશી થઈ છે કે બાંટવાની મુસ્લિમ જનતા સંપૂર્ણ રીતે મુસ્લિમ લીગી છે અને તેઓ હાલના રાજકીય મામલાથી બેખબર નથી.

૧૭૫૭માં જ્યારથી કલાઈવને પ્લાસીમાં ફતેહ મળી ત્યારથી ધીમે ધીમે અંગ્રેજોની હુકુમત વધવા લાગી અને મુસલમાનોની હાલત નબળી થવા લાગી. અંગ્રેજોના દેશમાં જે ઢબનું લોકશાહી

વાંચન જરૂરી છે.....

શિક્ષિત માણસો લખી-વાંચી શકે એ નિર્વિવાદ વસ્તુ છે, છતાં વાંચવા અને લખવા તે સંબંધોની અભિરૂચિનો અભાવ હોય તો સારૂં લખી ન શકાય પણ વાંચી પણ શકાય નહિ. માનવીએ પોતાની અંદર રહેલી શક્તિઓનો સંપૂર્ણપણે વિકાસ કર્યા પછી જ કોઈ કાર્ય સિદ્ધિ પામી શકે છે એ જ ન્યાયે કંઈ વાંચવાનું પણ છે.

અંગ્રેજીમાં સમય પસાર કરવા માટે ટુ કીલ ટાઈમ જેવો શબ્દપ્રયોગ રહ્યો છે છતાં એ ભૂલવું જોઈએ નહીં કે સમય આપણને પસાર કરી નાખે એ પહેલાં આપણે સમયને પસાર કરી નાખવો જોઈએ. એટલે જ તો જેને વાંચીને મનમાં જેની છાપ-અંકિત થઈ જાય છે એ વાંચનને પ્રાણવાન કહેવામાં આવ્યું છે. આપણે સહુ એ વાતને સારી પેઠે અનુભવી શકીએ છીએ કે વિશાળ વાંચનમાંથી કોઈ કોઈ જ વાંચન એવું રહે છે જે માનસપટ પર બહુ ઉમદા અને સચોટ છાપ ઉત્પન્ન કરી જતું હોય છે.

વાંચવા વિશે પ્રસિદ્ધ અમેરિકન તત્વવેતા એમર્સને વાંચવાની કળાનો નિર્દેશ કરતા ત્રણ નિયમો દર્શાવ્યા છે.

૧. ઓછામાં ઓછું એક વરસ જુનું ન થયું હોય તેવું પુસ્તક વાંચો નહિ. ૨. માત્ર પ્રતિભાસભર અને પ્રતિષ્ઠ પુસ્તક વાંચો. ૩. તમારી રૂચિ પ્રમાણેના પુસ્તકો વાંચો.

આ નિયમો ઘણું બધું સમજાવી જાય છે કે હવે વાંચક પ્રતિષ્ઠાનો અર્થ કેવો કરે છે એ જોવાનું રહે છે. આજકાલ તો મારધાડિયું અને જાતિય વૃત્તિઓને ઉશ્કેરી મૂકે એવા સાહિત્યનો ફાલ પુષ્કળ ઉતરવા લાગ્યો છે. એવી જ રીતે એવા પ્રકારની ફિલ્મોની આજે ભરમાર છે. પણ આમાં એ વસ્તુ સિદ્ધ થઈ શકતી નથી જેના માટે બેકને કહ્યું છે, વાંચન માનવીને પૂર્ણ બનાવે છે, ચર્ચા તેને કેળવે છે જ્યારે લેખક માનવીને ચોકસાઈભર્યો બનાવે છે.

બાળપણમાં વાંચેલી મણિયો, મોતિયો કે રતનિયા જેવા બાળ પુસ્તકો આજે પણ એ સમયના લોકોને બરાબર યાદ હશે જેમણે પોતાની બાલ અવસ્થામાં તે વાંચ્યા હશે અને એ સમયે ખરેખર ગુજરાતીમાં બાળકોને વાંચવા માટે તેના પ્રકારની શ્રેણીના આરંભના પુસ્તકો ગણાય છતાં આજે કદાચ આપણને એ પુસ્તકો વાંચવામાં મજા પડે નહિ છતાં તેનું મુલ્ય ઓછું આંકી શકાય નહિ. એવી જ રીતે ઉત્તમ પુસ્તકો માનવીની ઉંમર પ્રમાણે અલગ-અલગ અસર કરતા હોય છે. આના સંબંધે ચીની ફિલસુફી લિન યુ તાંગે સુંદર વિચાર દર્શાવ્યો છે, યુવાનીમાં પુસ્તકો વાંચવા એ તો ઓરડાની છત પરની તીરાડમાંથી પૂનમના ચંદ્રને જોવા જેવું છે. ચીની ફિલ્સૂફના આ કથનમાં માનવીના જીવનના અનુભવને સચોટપણે સમજાવી દેવામાં આવ્યો છે. ઉંમર વધવા સાથે માનવીની બુદ્ધિ પાકટ થતી જવાનો એમાં સ્પષ્ટ ઈશારો જોવા મળે છે અને માનવીની આ અવસ્થા એવી છે જે પુસ્તકોને વાંચવા સાથે તેને સમજી શકવાની માનવીમાં સંપૂર્ણપણે શક્તિ રહેલી હોય છે. એ સારાં-નરસાંનો ભેદ તેની એ અવસ્થામાં આત્મસાત કરી લે છે. છતાં અંતે તો માનવી કેટલું અને કયા પ્રકારે ગ્રહણ કરી શકે છે તેનો સઘળો આધાર તેના સ્વભાવ અને સંસ્કારમાં રહ્યો હોવાની વસ્તુની અવગણના થઈ શકે નહિ. વાંચન ધરાવનારના વ્યક્તિત્વમાં અનેરી આભા સ્પષ્ટ જોવા મળે છે. ❋❋

અત્યાચાર વડે કોઈ પાસેથી કશું લો નહિ

સંકલન: નસીમ ઉસ્માન ઓસાવાલા

"અય ઈમાન લાવનારાઓ ! આપસમાં એકબીજાનો માલ ખોટી રીતે ખાવ નહિ. એકબીજાની રાજીખુશીથી લેણદેણ કરો અને પોતાના હાથે પોતાને કતલ કરો નહિ. ખાતરી રાખો કે અલ્લાહ તમારા ઉપર મહેરબાન છે. જે માણસ અનાચાર અને અત્યાચાર સાથે આમ કરશે તેને અમે જરૂર આગમાં ધકેલી દેશું અને અલ્લાહ માટે એ કામ જરાયે મુશ્કેલ નથી. જો તમે આ મોટા ગુનાહોથી બચતા રહેશો જેનાથી તમને રોકવામાં આવી રહ્યા છે તો તમારી નાની નાની ભૂલચૂકને અમે તમારા હિસાબમાં માંડી વાળશું અને તમને આબરૂભરેલા સ્થળે પ્રવેશ આપશું."

અને અલ્લાહે તમારામાંથી કોઈને બીજાઓની સરખામણીમાં વધુ આપ્યું છે તો તેની ઈચ્છા ન કરો. પુરૂષો જે કાંઈ મેળવે છે એ મુજબ તેમનો ભાગ છે. અને સ્ત્રીઓ જે કાંઈ મેળવે છે એ મુજબ તેમનો ભાગ છે. હા, અલ્લાહ પાસે તેના ફઝ્લની દુઆ માંગતા રહો, બેશક અલ્લાહ દરેક વસ્તુથી જાણકાર છે.

(અન્નીસા આ: ૨૯થી ૩૨)

અલ્લાહ તઆલાએ પોતાની પવિત્ર કિતાબમાં ઈસ્લામી સમાજ વ્યવસ્થા અંગે જે નિયમો આપ્યા છે તેમાંના કેટલાક નિયમો ઉપર રજુ થયેલી આયતમાં જોવા મળે છે. એ વડે જાણી શકાય છે કે એકબીજાની મરજી અને રાજીખુશી વગર કોઈ પાસેથી કશું મેળવવાની મનાઈ ફરમાવવામાં આવી છે અને કોઈને અલ્લાહે કશું વધુ આપ્યું હોય તો તે મેળવવાની ઈચ્છા કરવાથી પણ ઈમાનવાળાઓને અટકાવવામાં આવ્યા છે. જે કોઈ આમ કરશે તેને આગમાં ધકેલી દેવામાં આવશે એવી ચેતવણી પણ આપવામાં આવી છે.

આ નિયમ વેપાર ધંધા અંગે જેટલા લાગુ પડે છે એટલા જ સામાજિક લેવડદેવડને પણ લાગુ પડે છે. છોકરીના બાપ પાસે જે કંઈ હોય તેમાંથી જમાઈને પણ સારો ખાસો હિસ્સો મળવો જોઈએ અને તેના પાસે કશું ન હોય તો ગમે તેમ કરીને એ મેળવીએ પણ જમાઈ, તેનાં મા-બાપ, બહેનો, બનેવીઓ વિગેરેને આપે એ પ્રકારના જે રિવાજો આપણે ત્યાં પ્રચલિત છે તેને જો ઉપરની આયતોની રોશનીમાં ચકાસવામાં આવે તો આપણે શું મેળવી રહ્યા છીએ તેનો સારી રીતે ખ્યાલ આવી શકે છે.

અલબત્ત, અલ્લાહનું આ ફરમાન જો આપણે અભેરાઈ પર મૂકીને માત્ર દુનિયા મેળવવાનો વિચાર ધરાવતા હોઈએ તો પછી કશું કહેવાનું નથી. પરંતુ, મેમણ સમાજમાંથી ખુદાનો ખોફ એટલી હદે ઊઠી ગયો હોવાનું માનવાને કશું કારણ દેખાતું નથી. અત્યારે જે કાંઈ થઈ રહ્યું છે એ અજાણતા અને અજ્ઞાનતાના કારણે થઈ રહ્યું છે એમ માની શકાય છે. શું આ અજાણતા-જહાલતને આપણે જાળવી રાખવા માંગીએ છીએ ? ***

માનો હક

એક શખ્સ હુઝૂર સલ્લલ્લાહો અલયહી વસલ્લમની સેવામાં હાજર થયો. તેણે અરજ કરી કે અલ્લાહના રસૂલ સલ્લલ્લાહો અલયહે વસલ્લમ કોની સેવાનો હક મારા પર વધુ છે. આપ સલ્લલ્લાહો અલયહે વસલ્લમએ ફરમાવ્યું: "તારી માનો." તેણે અરજ કરી તેમના પછી કોણ ? આપે ફરમાવ્યું: "તારી માનો." તેણે અરજ કરી તેમના પછી કોણ ? આપે ફરમાવ્યું: "તારા બાપનો."
(બુખારી અન અબી હુરૈરહ, કિતાબુલ અદબ મુસ્લિમ, કિતાબુલબર્ર વસ્સિલા)

સમજુતીઃ સંતાને મા-બાપનો આદર અને વિવેક જાળવવો જોઈએ અને એ બંનેની સેવા કરવી જોઈએ પરંતુ અમુક કારણોસર માનો હક વધારે છે.

અલ્લાહ તઆલાએ ફરમાવ્યું છેઃ અમે મનુષ્યને આદેશ આપ્યો કે તે પોતાના માતા-પિતા સાથે ભલાઈપૂર્વક વર્તે, તેની માએ તકલીફ ઉઠાવીને તેને પેટમાં રાખ્યો અને તકલીફ ઉઠાવીને જણ્યો અને તેના ગર્ભ અને ધાવણ છોડાવવામાં ત્રીસ મહિના લાગ્યા. (સૂરે અહકાફ-૧૫)

માનો હક ત્રણ ગણો બને છે, સંતાનો બાપની સરખામણીમાં મા સાથે ત્રણ ગણો વધુ સારો વર્તાવ કરે, કેમ કે (૧) તે ગર્ભનો ભાર ઉપાડે છે. (૨) પ્રસૂતિની જીવલેણ તકલીફો સહન કરે છે. (૩) પોતાના દૂધથી બાળકનો ઉછેર કરે છે. (૪) બાળકની માંદગી, અનિદ્રા અને તકલીફમાં તે તેના આરામ અને ઊંઘની દરકાર રાખતી નથી. (૫) ધાવણના સમયથી બાળપણ સુધી તેની સારસંભાળ, દેખરેખ અને પોષણની જવાબદારી પણ એજ ઉઠાવે છે. એક રિવાયતમાં હઝરત અબૂ હુરૈરહ રદિયલ્લાહુ અન્હુ તેમની (કમજોર અને વૃદ્ધ) માની સેવાચાકરીમાં રહેવાને કારણે હજ પર જતા ન હતા, ત્યાં સુધી કે તેમની માનો ઈન્તેકાલ થઈ ગયો. (મુસ્લિમ, કિતાબુલ ઈમાન, પ્રકરણ સોહમતુલ મસાલીક) કેમ કે માની સેવા કરવી નફીલ હજ પર અગ્રતા ધરાવે છે.

ખીચડીમાં ઘી

એ જ મારા દિલ મહીં કાયમ વલોવાયા કરે
શ્રીમતી પાછળ બધે શ્રીમાન દોરાયા કરે

વાપરી લો ફ્રિ બટર જો છૂટથી મળતું રહે
ખીચડીમાં એટલે ઘી રોજ ઢોળાયા કરે

સાવચેતી રાખજો જો દેશ ફરવા જાવ તો,
લૂંગી, લેંઘો ને કદી જોડાય ચોરાયા કરે

આશા પર વિશ્વાસ રાખીને યુવાનો આજના
શેખચલ્લીના વિચારોમાં જ ખોવાયા કરે

સાવધાનીથી રહે ના ચુકેમાં અગર
તો એ બુઠા અસ્તરાથી રોજ મૂંડાયા કરે

હોય ઘરમાં એક ને બીજી કરે બૈરી અહીં
બાપડો બે બાજુએથી રોજ છોલાયા કરે

હર સમય કડવો અનુભવ થાય છે સૌને અહીં
સત્ય બોલે તે છતાં કાયમ વગોવાયા કરે

નાચ રે કઠપુતલી આ પૈસો નચાવે છે તને
વાંદરાઓ જેમ શ્રોતાઓય ડોકાયા કકરે

જો મળે કહ્યાગરી અવલાદ 'મુલ્લાજી' અગર
બાપના વેપાર ધંધામાં પલોટાયા કરે

મુલ્લા હથુરાણી

અને પડકારરૂપ હતું, પરંતુ મેમન શેઠ અબ્દુલ લતીફ હારૂન, બેરીસ્ટર હાજી એહમદ ઈસ્માઈલ, હબીબ એહમદ, (UNION BISCUITS) હાજી ઈસ્માઈલ (રશીદ ટેક્ષટાઈલ મિલ્સ) STR સાલેહ મોહંમદ (કોલંબો) એ મસ્જિદની ફરતે દુકાનો બનાવી તેની પાઘડી રૂપે ૧૧ અગિયાર લાખની રકમ એડવાન્સ બૂકીંગ પેટે મેળવી સિંધ સરકારના સંબંધિત ખાતામાં ચૂકવી આપવાનું તથા ન્યુ મેમન મસ્જિદના ટ્રસ્ટીઓ હંમેશાં મેમણો જ રહેશે; તેમ નક્કી કરવામાં આવેલ હતું.

* ન્યુ મેમન મસ્જિદની પ્રથમ કમિટી તા. ૧૭ ઓકટોબર ૧૯૪૮ના રોજ આયોજીત કરવામાં આવેલ હતી.

* તા. ૧૫ જુલાઈ ૧૯૪૯ના દિવસે પ્રથમ અઝાન આપવામાં આવી હતી.

* પાકિસ્તાનના ગવર્નર જનરલ ખ્વાજા નાઝીમુદ્દીન સાહેબ હસ્તક તા. ૨૪ ઓગષ્ટ ૧૯૪૯ના દિવસે પાયા વિધિ કરવામાં આવેલ હતી.

* તા. ૧૧ ઓકટોબર ૧૯૪૯ના રોજ પ્રથમ ટ્રસ્ટ બોર્ડની રચના કરવામાં આવેલ હતી.

* છેલ્લા ટ્રસ્ટ બોર્ડમાં-મેનેજીંગ ટ્રસ્ટી હાજી અબ્દુલ રઉફ હાજી અબ્દુલ ગફ્ફાર ખનાની તથા ટ્રસ્ટીઓઃ હાજી ઈબ્રાહિમ અ. કરીમ તેલી, હાજી મોહંમદ હાજી ઈસ્માઈલ ચામડીયા, હાજી જમાલ હાજી અબ્દુલ રઉફ એહમદાની, ઈકબાલ જાનમોહંમદ કસબાતી, હાજી અબ્દુલ અઝીઝ રંગીલા તથા હાજી મોહંમદ રફીક પરદેશી છે.

* કબ્રસ્તાનની જમીન ઉપર મેમન મસ્જિદ બનાવવા માટે સૌ પ્રથમ સત્તાવાર દરખાસ્ત ઈબ્રાહિમ ડાડા ઓઝા મારફત મૂકવામાં આવી હતી; જેઓ મસ્જિદ કમિટીના પ્રથમ ચેરમેન હતા.

* વલીમોહંમદ ચીનોય મસ્જિદ કમિટીના પ્રથમ સેક્રેટરી હતા.

* હાજી ગની અબ્દુલ્લાહ બંદૂકડા (રશીદ ટેક્ષટાઈલ મિલ્સ) ઈબ્રાહિમ ડાડા ઓઝાના ઈન્તેકાલ બાદ ચેરમેનપદે ચૂંટાયા હતા.

* મસ્જિદનું બાંધકામ તા. ૯ સપ્ટેમ્બર ૧૯૪૯થી શરૂ થયેલ હતું.

* મસ્જિદનો કુલ વિસ્તાર ૧૭,૨૮૦ ચોરસવાર છે. મસ્જિદનો અંદરનો વિસ્તાર ૨૭૦×૧૦૦ ચોરસ ફૂટ છે. જયારે બહાર સેહનનો વિસ્તાર ૩૩૯૫ ચોરસવાર છે. મસ્જિદનો લોનવિસ્તાર ૩૦૦૦ ચોરસવાર છે. મસ્જિદની આજુબાજુમાં તેની માલિકીની ૪૦૦ દુકાનો/ઓફિસો આવેલી છે.

* મસ્જિદની સાફ સફાઈ અને કાયમી દેખરેખ માટે ૨૫ વ્યક્તિઓનો સ્ટાફ છે. તમામ મેઈનટેનન્સ ખર્ચ મસ્જિદની દુકાનો/ઓફિસોના ભાડાની આવકમાંથી થાય છે.

* આ ન્યુ મેમન મસ્જિદની ડિઝાઈન બાદશાહી મસ્જિદ લાહોર અને જામા મસ્જિદ દિલ્હી કરતાં તદ્દન જુદી છે.

* ન્યુ મેમન મસ્જિદ બનાવવાનો ખર્ચ જે તે સમયે રૂા. ૧૭,૬૯,૦૫૧ સતર લાખ ઓગણસીતેર હજાર એકાવન થયેલ હતો.

('ઉપલેટા મેમન સમાચાર' ભારત)
ઈદ અંક-૨૦૧૩ના સૌજન્યથી)

ઉપલેટા કાઠિયાવાડ (ભારત)ના 'મેમણ સમાચારે' પોતાના તાજેતરના ઈદ અંકમાં સમાવેલો

ન્યુ મેમન મસ્જિદ

બોલ્ટન માર્કેટ, કરાચી અંગેનો લેખ

પ્રેષકઃ ખત્રી ઈસ્મત અલી પટેલ. તરજુમોઃ એ.જી. દાતારી

આ કબ્રસ્તાનને ખોદી સાફ કરી અને તેની ઉપર મસ્જિદ બનાવવા સિવાય બીજો કોઈ વિકલ્પ ન હતો.

★ આટલી જૂની કબરો ખોદી તેની ઉપર મસ્જિદ કેમ બનાવવી ? આ માટે ઘણી મુશ્કેલીઓનો સામનો કરવો પડયો હતો. લોકો મૂંઝવણમાં હતા, પરંતુ ઉલેમાઓના એક સમૂહે એક ફતવો બહાર પાડેલો કે જો કબ્રસ્તાનમાં ઘર હોય તો તેની છત પર નમાઝ પઢી શકાય છે; જેથી આ મુશ્કેલી આસાન થઈ ગઈ અને બધાએ તે સ્વિકાર્યું. મસ્જિદ બાંધકામ કમિટી મારફત નક્કી કરવામાં આવેલ કે-સૌ પ્રથમ સાત ફૂટ ઊંચી મજબૂત છત બનાવી તેના ઉપર મસ્જિદનું બાંધકામ કરવું.

વિભાજન સમયે પાકિસ્તાનના કરાચી શહેરમાં ખારાદર-મીઠાદર અને મહત્વપૂર્ણ વેપાર વાણિજય વિસ્તારમાં એક વિશાળ જામા મસ્જિદની જરૂરીયાત હતી. જે હકીકતને ધ્યાનમાં રાખી મેમન સમુદાય આગળ આવી *કરાચીમાં ઉપરોક્ત વિસ્તારમાં એક વિશાળ* મસ્જીદનું પ્રોજેક્ટ બનાવવા માટે કમર કસી, પરંતુ ઉપરોક્ત વિસ્તારમાં બોલ્ટન માર્કેટ પાસે એક જૂના વિશાળ કબ્રસ્તાન સિવાય અન્ય કોઈ વિશાળ જગ્યા ન હતી. વિભાજન પહેલાંના સમયથી જૂની સેંકડો કબરો ધરાવતા

^ મસ્જિદનું નામ 'ન્યુ મેમન મસ્જિદ' રાખવાનું નક્કી કરવામાં આવેલ. અને કબ્રસ્તાન ઉપર મસ્જિદ બનાવાની મંજૂરી તે વખતના પાકિસ્તાનના ગવર્નર જનરલ ખ્વાજા નાઝીમુદીને આપેલ હતી. મસ્જિદ બનાવવા માટે ફાળો એકત્રિત કરવાનું કામ ઘણું કઠીન

બાંટવા મેમણ જમાઅત (રજી.) કરાચીનું મુખપત્ર

મેમણ સમાજ

ઉર્દૂ-ગુજરાતી માસિક

Memon Samaj

THE SPOKESMAN OF BANTVA MEMON JAMAT (REGD.) KARACHI

Honorary Editor:
Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia

Published by:
Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu

Graphic Designing
A. K. Nadeem
Hussain Khanani
Cell : 0300-2331295

Printed at : City Press
Muhmmed Ali Polani
Ph : 32438437

November 2020 Rabi-ul-Sani 1442 Hijri - Year 66 - Issue 11 - Price 50 Rupees

હમ્દે બારી તઆલા

ખાદિમ કુતિયાણ્વી (મર્હૂમ)

અન્યોથી તો બખ્શિશની ગુજારિશ નથી કરતો
હું ખોટા ખુદાઓની પરસ્તિશ નથી કરતો

પૂછું છું હું એને કે, છે જે સૃષ્ટિનો સર્જક,
હું ઊગતા સૂરજની પરસ્તિશ નથી કરતો

એકજ છે ખુદા પાક, જગે નાખુદા સાચો,
નાવિકથી વમળમાં હું ગુજારિશ નથી કરતો

દુર્ભાગ્યને કો' અન્ય મિટાવી નથી શકતું,
હું દૂર સિતારાની જો ગર્દિશ નથી કરતો

અલ્લાહ પણ એનો ન કદી હાલ બદલશે
જીવનને બદલવાની જે કોશિશ નથી કરતો

હું કેમ પછી રાખું કોઈ શાહથી ઈચ્છા,
તારાથી વધી કોઈ નવાજિશ નથી કરતો

છે મામલો સૌ કર્મોનો અલ્લાહથી તેથી
આમાલની 'ખાદિમ' હું નુમાઈશ

ના'તે રસૂલે મકબુલ

'નાઝ' બાંટવાવી (મર્હૂમ)

દરે ખૈરૂલબશર પર જાએ જે સાચી લગન સાથે
સફળતા એવી પામે કે કરે વાતો ગગન સાથે

નબીના પ્રેમને દિલ માંહે રાખે જે જતન સાથે
બની મુક્તિનો પરવાનો જશે તારા કફન સાથે

નબીના પ્રેમમાં લબરેઝ દિલ એવું થયું મારૂં,
હવે આદત રહી મુજને ન તન સાથે ધન સાથે

ગુલામીની સનદ પામી લે, જે કો' શાહે તયબાથી,
પછી મયદાને મહશરમાં જશે નોખી ઢબન સાથે

યતીમો ને ગુલામો, બેકસો સૌ સાથમાં બોલ્યા
"બહારો વિશ્વમાં આવી નબીના આગમન સાથે"

સહાબા-એ નબીના મર્તબા કોઈ શું વર્ણવશે ?
નબીની જેમણે ખિદમત ઘણી કીધી હો મન સાથે

જો આશા મુક્તિની હો 'નાઝ' બેઉ જગ મહીં તુજને
નબીના પ્રેમથી તર રાખ, દિલ સાચી લગન સાથે

* * *